قرآن مقدس کی وہ انقلابی آیتیں
جن کی سماعت سے قلب و روح کے بام و در جگمگا اٹھے

کلامِ الٰہی کی اثر آفرینی

تالیف

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

نعمانی بک ڈپو
[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنِ حکیم کی سلاست وروانی، جاودانی ونور فشانی، اِعجاز بیانی وکیف سامانی،
ایمان اَفزونی ودل نشینی اور اِنقلاب واَثر آفرینی کے حوالے سے علمی
وفکری نکات وواقعات پر مشتمل ایک اچھوتی تحریر

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے

کلامِ الٰہی کی اَثر آفرینی

-: **تالیف و ترتیب** :-

محمد اَفروز قادری چریا کوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيكَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : کلامِ الٰہی کی اَثر آفرینی

تالیف : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی..................

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

ایڈیٹر: چراغِ اُردو، ماہانہ اُردو میگزین، ساؤتھ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تصویب : مبلغ اعظم ہند حضرت علامہ عبد المبین نعمانی قادری

نظر ثانی : ڈاکٹر مختار گل ہاشمی، استاذ: الازہر اسکول، کیپ ٹاؤن

کتابت : فہمی چریاکوٹی

صفحات : ۱۴۴ (ایک سو چوالیس)

اشاعت : 2014ء - ۱۴۳۵ھ

قیمت : ؍روپے

تقسیم کار : اِدارہ فروغِ اِسلام، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا۔

○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ ○

Copyright©2014 by Idara Faroghe Islam. All rights reserved.
The income out of this book is dedicated to(اِدارہ فروغِ اسلام)for rever.

اُن اَشکوں کے نام

جو کلامِ الٰہی سن کر کسی چشمِ گریہ شناس سے ٹپکے

اور

اُن سینوں کے نام

جو اِس اَمانتِ ربانی کے محافظ و اَمین ہیں

یکے از اُمیدوارانِ شفاعتِ قرآن
اَبورفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

فہرست

پیرایۂ آغاز 09
اور آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے! 13
لوگ اسے سنتے ہی نہیں! 14
بتوں نے بہت لوگوں کو گم راہ کر دیا 16
جس کے اِیندھن آدمی اور پتھر! 18
ہر چیز پر چھا جانے والی قیامت! 18
ہر شخص کا دوزخ سے گزر 20
پھر ہمارے دل سخت ہو گئے 21
اُس دن اِنسان حیران و ششدر رہ جائے گا 22
تین بڑی غلطیاں 22
مولا! میرے دکھ اور غم تیری بارگاہ میں پیش ہیں 26
اور تمہارا رزق آسمان میں ہے 27
سورۂ براءت کا کرشمہ 28
رب کا عذاب آ کر رہے گا 28
یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا 29
جب کوئی دوست کسی کے کام نہ آئے گا 33
اور اُن سے جہنم کا وعدہ ہے 36

اور وہ اس میں دانت نکلے بگڑے منہ پڑے ہوں گے 37
کیا نیک و بد برابر ہیں! 37
خدا نے عذاب سے بچا کر بڑا اِحسان کیا 38
مجرم‘ جہنم کی طرف پیاسے ہانکے جائیں گے 39
بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا تصور 40
جہنمیوں کی خواہش ’ٹھنڈا پانی‘ 40
کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا! 41
وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کمائیں 42
پھر جب صور پھونکا جائے گا 42
اللہ کی طرف پلٹنے کا دن 43
اللہ کی نعمتوں کی بابت ضرور پوچھا جائے گا 46
پہاڑ دھنکی ہوئی روئی بن جائیں گے 47
جب انسان پھیلے پتنگے ہو جائیں گے 47
انھیں روکو، ان سے پوچھ گچھ ہوگی 49
ہم‘ تم سب پر گواہ و نگہبان ہیں 50
اس وقت وہ ہلاکت کو پکاریں گے 51
رب کا عذاب‘ واقع ہو کر رہے گا 51
ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں 52
اور اُس دِن ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا! 53

جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی.... 54
جسے کوئی دفع کرنے والا نہیں! 55
اللہ کی طرف سے غیر متصوّر عذاب 56
اور اسے حلق سے نیچے نہ اُتار سکے گا 57
جس دن کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے 58
راتوں رات جاگنے والا اِمام 59
ہر کسی کا گزر دوزخ پر ہونا ہے 60
کیا ہم ان کی سرگوشیاں نہیں سنتے! 61
اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو! 62
ہم تمہارے اَعمال لکھواتے جاتے ہیں 64
نیکوکار جنت میں، بدکار دوزخ میں 64
جب باپ بیٹے کا بدلہ نہ دے سکے گا! 65
اُس دن ظالموں کا کوئی دوست نہ ہوگا! 66
کاش! ہم نے اللہ و رسول کا کہا مانا ہوتا!! 68
پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے 69
اور ہم اُن کے اَعمال بکھرا ہوا غبار بنادیں گے 71
زبان سے کلامِ الٰہی کے سوا کچھ نہ نکلے! 74
کیوں نہیں، اب وقت آ گیا ہے! 81
اور ہم ضرور آزمائش کریں گے! 85

اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے 85

آج کے دن انھیں بولنے کی اِجازت نہیں! 86

جس کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے 87

جس کا ایندھن انسان اور پتھر 88

کاش مجھے میرا ٹھکانہ معلوم ہوتا! 90

’حوریں‘ گویا یاقوت ومرجان! 91

وہ راتوں کو تھوڑی سی دیر سویا کرتے تھے 95

اور کیا لوگوں کی آزمائش نہ کی جائے گی! 96

قریب آنے والی آفت 97

اور اُسے بے گمان رزق دیتا ہے 100

میں خیر خواہوں میں سے ہوں 103

ہاں! اَب وہ وقت آ گیا! 104

تختوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے 105

مکر وفریب کرنے والے لوگ 109

بیشک جہنم بُری قرار گاہ اور قیام گاہ ہے 110

خشیت مولا کا جداگانہ رنگ 112

اور تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں 113

جب وہ جہنم کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے 114

اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہیں 114

کاش! وہ مسلمان ہوتے 115
اور جب اَعمال نامے کھول دیے جائیں گے 117
کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا؟ 120
تم میری یاد کیا کرو 122
قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ دیں 123
جو دِن بچوں کو بوڑھا کر دے گا! 124
آٹھ عظیم فائدے 125
اے مجرمو! تم آج اَلگ ہو جاؤ 128
ہم اُن سے ضرور پُرسش کریں گے 129
ہمیں سیدھی راہ پر چلا 131
بغداد کا سعدون مجنون 131
بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت 133
وہی ہے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا 135
قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے 136
اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا! 138
بے کسوں کی کون سنتا ہے؟ 139
کون سی چیز عذاب دفع کرنے میں کام آئے گی! 140
جسے اللہ رکھے............ 141

پیرایۂ آغاز

حَامداً و مُصلیاً و مُسلماً

جس کے ناموں کی نہیں ہے اِنتہا ☆ اِبتدا کرتا ہوں اُس کے نام سے

قرآن کریم ایک زندۂ جاوید معجزۂ اِلٰہی ہے۔ اِس کے اَنوار و تجلیات کا سورج ہر عہد کی ہتھیلی پر پوری تب و تاب کے ساتھ چمکا۔ اور اس کے فیوض و برکات کی برکھا ہر دور میں اَبر بارندہ کی مانند برسی، آج بھی برس رہی ہے اور فیض بخشی کا یہ سلسلہ زرّیں صبح قیامت تک یوں ہی جاری و ساری رہے گا۔ قرآنِ مقدس کی ہر آیت' ہدایت کا ایک روشن باب ہے۔ اور ہر باب' اولوا الالباب پر ہر روز نئی آن، اور نئی شان سے عیاں ہوتا چلا جارہا ہے۔

یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جس کی تلاوت' خشیت الٰہی بھی پیدا کردیتی ہے، اور سوزِ دروں بھی۔ یہ قلبی سرور کا باعث بھی ہوتی ہے اور ذوقِ سماعت کے لیے وجد آفریں بھی۔ اور پھر ان پر مستزاد یہ کہ اس کا صوتی جمال' روح و بدن میں سرشاری کی لہر دوڑا دیتا ہے۔ بلاشبہہ قرآن کریم جلال و جمال کا عدیم النظیر اِمتزاج ہے۔

قرآن مجید میں جہاں جنتیوں کے لیے دیگر اِنعاماتِ وافرہ اور عنایاتِ ربانیہ کا ذکر ہے وہیں اس کے صوتی جمال کی نعمت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ذرا غور فرمایئے، ارشاد ہوتا ہے:

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ٥ (سورۂ زخرف:۷۰)

تم اور تمہارے اَزواج جنت میں داخل ہوجاؤ جہاں تمہیں نغمے سنائے جائیں گے۔

جنت میں جہاں باغ و بہار، روانی اَنہار، شادابی اَشجار، لولو و مرجان، اور حور و قصور ہوں گے، وہاں مسرور کن پاکیزہ نغمے بھی فردوسِ گوش ہوں گے۔ کیا بعید کہ **'تُحبَرُون'** سے مراد قرآن حکیم کے صوتی جمال سے تواضع مراد ہو؛ کیوں کہ اِس دنیا میں جن خوش

بخت اَرواح نے قرآن کے حسن و جمال اور اس کی تلاوت کو اپنی غذا بنالیا ہے وہ وہاں کسی اور نغمے کے طالب کیوں کر ہوسکتے ہیں! ۔

تلاوتِ قرآن سے اہل ایمان اور اَصحابِ علم پر جو تأثر وارد ہوتا ہے، اس کا ذکر خود قرآن نے مندرجہ ذیل آیت میں کر دیا ہے :

> تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ o (سورۂ زمر: ۲۳/۳۹)
>
> جس سے اُن لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر اُن کی جلدیں اور دل نرم ہوجاتے ہیں (اور رِقت کے ساتھ) اللہ کے ذکر کی طرف (محو ہوجاتے ہیں)۔

یہی مضمون سورۂ بنی اسرائیل میں کچھ یوں بیان ہوا ہے :

> اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ، وَ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلاً ، وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعاًo (سورۂ بنی اسرائیل: ۱۷/۱۰۷ تا ۱۰۹)
>
> بے شک جن لوگوں کو اس سے قبل علمِ (کتاب) عطا کیا گیا تھا جب یہ (قرآن) انھیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اور کہتے ہیں: ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوکر ہی رہنا تھا، اور ٹھوڑیوں کے بل گریہ وزاری کرتے ہوئے گر جاتے ہیں، اور یہ (قرآن) ان کے خشوع و خضوع میں مزید اِضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت شمیط یعنی ابن عجلان فرماتے ہیں :

> كل دمع يجري من القرآن فمرحوم عند الله . (۱)

---

(۱) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۸۳ حدیث: ۷۸۔

یعنی قرآن کریم (سن کر یا پڑھ کر آنکھوں سے) نکلنے والا آنسو بارگاہِ خداوندی سے اسے رحم وکرم کی خیرات دلا دے گا۔

اور حضرت فضل الرقاشی نے کیا خوب فرمایا ہے :

کل قلب لا یجیب علی حسن الصوت بالقرآن فھو قلب میت
......وأي عين لا تهمل علی حسن الصوت إلا عين غافل أو لاه. (۱)

یعنی خوش آوازی کے ساتھ قرآن کی تلاوت سن کر بھی اگر کوئی دل گریہ کناں نہ ہو تو سمجھو کہ اس کے سینے میں ایک مردہ دل پڑا ہے۔ یوں ہی کوئی غافل اور لاپرواہ آنکھ ہی حسن صوت سے پڑھے گئے قرآن کو سن کر نہ بہے گی۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیان کی سحر طرازی سے مبہوت کرنے کے لیے عتبہ بن ربیعہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ متعدد چیزوں کی پیشکش کی اور دنیاوی مال ومتاع کا لالچ دیا۔ جواب میں آقاے گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ حم سجدہ کی اِبتدائی تیرہ آیات تلاوت فرمائیں، جنھیں سن کر وہ خود مبہوت ہوگیا اور اس قدر متاثر ہوا کہ واپس آکر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: بخدا! آج میرے کانوں نے ایسا مسحور کن کلام سنا ہے جس کے مثل کبھی بھی اپنی زندگی میں نہیں سنا۔ نہ وہ شعر ہے، نہ جادو اور نہ ہی کہانت ۔خدا کی قسم! اس کلام کا کوئی بہت بڑا نتیجہ ظاہر ہوکر رہے گا۔

یوں ہی ایک اور نامور مشرک ولید بن مغیرہ جس کی فصاحت وبلاغت کا جزیرۂ عرب میں بہت چرچا تھا جب ایک بار بزبانِ رسالت تلاوتِ قرآنی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو اس پر سناٹا طاری ہوگیا اور وہ بے ساختہ پکار اُٹھا :

و اللّٰـه إن له لحلاوة و إن عليه لطلاوة و إن أعلاه لمثمر و إن أسـفله لمغدق و ما يقول هٰذا بشر، إنه ليعلو و لا يعلیٰ عليه و إنه ليحطم ما تحته .

---

(۱) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۸۴ حدیث: ۷۹۔

> یعنی خدا کی قسم! اس میں بلا کی مٹھاس وشیرینی ہے۔ اس کا ظاہر تاباں ودرخشاں ہے۔ اس کا بالائی حصہ پھلوں سے لدا، اور زیریں حصہ شاداب ہے۔ کوئی اِنسان ایسا قول کبھی کہہ ہی نہیں سکتا۔ یہ ہمیشہ سر بلند رہے گا، اور اِس پر کسی کو بلندی نصیب نہیں ہوسکتی۔ اور جو اس کے مقابلے میں آئے وہ اسے پیس کر رکھ دے گا۔(۱)

تو قرآن حکیم دراصل مختلف جہتوں سے اپنے پڑھنے اور سننے والوں پر اَثر پذیر ہوتا ہے۔ کوئی ندرتِ اَلفاظ کی بوقلمونیت اور حسن تراکیب کے زیر و بم کو دیکھ کر ورطہ حیرت میں آجاتا ہے تو کوئی تہ بہ تہ معانی ومفاہیم کے حسنِ بے پناہ سے مسحور ہوتا نظر آتا ہے...... کوئی قرآن کی غیبی خبریں سن کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے تو کوئی اس میں موجود آفاقی سچائیوں کے سامنے خمیدہ سر ہوجاتا ہے...... کوئی جنت کے لالہ زار اور باغ وبہار کا تذکرۂ دل نواز سن کر مست وبے خود ہوجاتا ہے تو کوئی جہنم سوزاں کی ہولناکیوں کا تصور کر کے مبہوت وبے ہوش ہوجاتا ہے۔ الغرض! قرآنِ کریم سے اکتسابِ رنگ ونور اور اِستفادے کی نوعیت مختلف الجہات (**Multidimensional**) ہے۔ اَمر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کو جس نے جس نیت سے پڑھا مراد رسا ہوا۔

اس کتاب میں قرآنِ مجید کے سدابہار گلدستے میں سے صرف ایک گل چیدہ آپ کے روبرو پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ اس کی مہک آپ کو تا دیر مسحورِ لذت رکھے گی اور آپ کے اِیمان کا مشام جاں مدتوں مشک بار رہے گا۔ - رہے نام اللہ کا -

طالب دُعا وکرم

محمد افروز قادری چریاکوٹی

۳۲/ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ...... مطابق: ۲۰/اکتوبر، ۲۰۱۰ء

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ۔

---

(۱) تفسیر قرطبی: ۱۹/۷۴...... تفسیر بغوی: ۸/۲۶۸...... تفسیر آلوسی: ۲۱/۴۱۴...... تفسیر بیضاوی: ۵/۳۴۲...... الاعتقاد بیہقی: ۱/۲۸۴ حدیث: ۲۵۴...... دلائل النبوۃ اصبہانی: ۲۱۴ حدیث: ۱۸۱۔

اور آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے!

نبی آخرالزماں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں جلوہ افروز ہیں، صحابہ کرام بھی حلقہ بنائے اپنے آقا و مولا کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اتنے میں لب ہائے رسالت میں جنبش ہوتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے: اے عبداللہ بن مسعود! مجھے کلامِ الٰہی سناؤ۔

وہ پیکر اَدب بن کر عرض گزار ہوتے ہیں: پیارے آقا! ایک غلام کی کیا مجال کہ بارگاہِ رسالت میں کلام پاک کی تلاوت کر سکے!، حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابی کی دلجوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں دراصل کسی دوسرے سے کلامِ الٰہی سننا پسند کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اِس آیت پر پہنچا:

فَكَيفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَ جِئْنَا بِكَ عَلىٰ هٰؤلَاءِ شَهِيْدًاo (سورۂ نساء: ۴/۴۱)

پھر اُس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔

اور پھر اپنا سر اُٹھایا - یا میرے بغل میں بیٹھے کسی شخص نے مجھے اِشارہ کیا - تو کیا دیکھتا ہوں کہ نگاہِ نبوت سے سیل اَشک رواں ہے۔ اور آقائے گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زار و قطار رو رہے ہیں۔ (۱)

---

(۱) صحیح بخاری: ۴/۱۹۲۵ حدیث: ۴۷۶۳...... صحیح مسلم: ۱/۵۵۱ حدیث: ۸۰۰...... مصنف ابن ابی شیبۃ: ۷/۸۹ حدیث: ۳۴۴۱۹...... شعب الایمان: ۴۸۱ حدیث: ۷۷۳...... مسند جامع: ۲۸/۱۷۰ حدیث: ۹۲۶۳۔

لوگ اسے سنتے ہی نہیں!

سیرتِ ابن اسحٰق میں آتا ہے کہ ایک روز سردارانِ قریش اُس دور کی بڑی شخصیت عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ مسجد حرام میں مصروفِ گفتگو تھے، اسی وقت تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسجد حرام کے ایک گوشے میں تنہا تشریف فرما تھے۔

عتبہ نے آپ کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) اکیلے بیٹھے ہیں، مناسب ہو تو میں ان سے گفتگو کروں، چند تجاویز ان کو پیش کروں، شاید کہ ان کا دم خم نرم پڑ جائے اور ان کے دل میں ہمارے دھرم اور ہمارے معبودوں کی برائی کا جو جذبہ ہے اس میں کمی آئے اور ان کی تبلیغ سے ہماری قوم میں جو انتشار و اِفتراق ہو رہا ہے وہ رُک جائے۔ کفارِ قریش نے اس کی تجویز سے اِتفاق کرتے ہوئے کہا مناسب ہے۔

چنانچہ عتبہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: اے محمد (ﷺ) آپ کی ذات ہمارے لیے سرمایۂ فخر و ناز ہے۔ آپ ہماری بزرگ ترین شخصیت ہیں؛ لیکن آپ نے ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی ہے، ہماری قوم میں آپ کی وجہ سے تفرقہ پڑ گیا ہے۔ قریش کے لوگ آپ کی تعلیمات سے پراگندہ خاطر ہوئے ہیں؛ کیوں کہ آپ ہمارے دھرم کو تباہ کر رہے ہیں اور ہمارے بڑوں کو برا کہہ رہے ہیں۔ قریش کے لوگ آپ سے رنجیدہ ہیں اور آپ کے بارے میں برائی سے سوچ رہے ہیں۔

اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو قریش سے جمع کر کے آپ کو اِتنی دولت دیں گے کہ تمام عرب میں آپ سے زیادہ کوئی مالدار نہ ہوگا۔

اگر آپ جاہ و حشمت کے طلب گار ہیں تو قریش کے تمام سردار روزانہ آپ کی خدمت میں حاضری دے کر آپ کے اَحکام پر عمل کریں گے۔

اگر حکومت آپ کا مقصود ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے آپ کے ہاتھ پر

بیعت کرلیں گے اور آپ کے زیرِ فرمان آجائیں گے۔

اور اگر آپ پر کوئی برا خیال غالب ہوا ہے اور آپ وسوسوں کا شکار ہوئے ہیں اور آپ ان کو دور نہیں کرسکتے تو ہم دنیا کے قابل ترین حکیموں کو جمع کر کے آپ کا علاج کرا دیں گے اور جو طریقہ بھی ممکن ہو وہ اختیار کرلیں، اور اس کام میں ہم آپ کی رضا کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں، آپ ہمارے معاملات میں درگزر کریں، ہمارے دین اور ہمارے معبودوں کے معاملات میں تعرض نہ کریں۔

جب عتبہ اپنی گفتگو کے درمیان خاموش ہوا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے معلوم فرمایا: عتبہ! کیا تمہاری بات مکمل ہوگئی، اور جو کچھ تمہیں کہنا تھا کہہ چکے؟۔ عتبہ نے کہا: ہاں، میری بات مکمل ہوگئی۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عتبہ! اب تم اپنی بات کا جواب سنو جو میں کہتا ہوں۔ عتبہ نے کہا فرمائیں۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیات تلاوت فرمائیں :

حٰمٓ، تَنزِیُلٌ مِّنَ الرَّحُمٰنِ الرَّحِیُمِ، کِتٰبٌ فُصِّلَتُ آیَاتُهُ قُرُآناً عَرَبِیّاً لِّقَوُمٍ یَعُلَمُونَ، بَشِیُراً وَنَذِیُراً فَأَعُرَضَ أَکُثَرُهُمُ فَهُمُ لَا یَسُمَعُونَ۝ (سورۂ فصلت: ۴۱/۱تا۴)

حا، میم (حقیقی معنیٰ اللہ اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں)۔ نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والے (رب) کی جانب سے اُتارا جاتا ہے۔ (اِس) کتاب کا جس کی آیات واضح طور پر بیان کر دی گئی ہیں علم و دانش رکھنے والی قوم کے لیے عربی (زبان میں) قرآن (ہے)۔ خوش خبری سنانے والا ہے، اور ڈر سنانے والا ہے۔ پھر ان میں سے اکثر لوگوں نے روگردانی کی سو وہ (اِسے) سنتے ہی نہیں ہیں۔

جب عتبہ نے زبانِ رسالت سے یہ آیات سنیں تو وہ حیران و ششدر رہ گیا اور خاموش بیٹھا سنتا رہا؛ یہاں تک کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور سجدے سے فارغ ہو کر عتبہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عتبہ تو نے سنا؟۔ کہنے لگا: بے شک میں نے (آیاتِ قرآنی کو) سنا۔

مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کام کے لیے میں مبعوث ہوا ہوں وہ قرآن کی تلاوت اور تم لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا ہے۔ اگر اس دعوت کو قبول کر کے تم ایمان لے آؤ تو ہمیں نہ تو تمہارے مال سے غرض ہے، نہ تمہارے جاہ و منصب سے، اور اس کے علاوہ ہماری تم سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اور اگر تم ہماری تبلیغ کی طرف توجہ نہ دو اور ایمان نہ لاؤ اور ساری دنیا ہمارے قدموں میں ڈال دو تو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا؛ البتہ ہم روزانہ اپنی کوششوں میں اِضافہ کرتے رہیں گے اور زیادہ تن دہی سے اس کام کو اَنجام دیں گے۔ (۱)

بتوں نے بہت لوگوں کو گم راہ کر دیا

حضرت عبداللہ بن عمرو العاص بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم میں سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی :

رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّی o (سورۃ ابراہیم: ۳۶/۱۴)

اے میرے رب! ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جو شخص میرا پیروکار ہوگا وہ میرے راستہ پر ہے۔

---

(۱) سیرتِ رسول، ابن اسحٰق: ۲۰۹ تا ۲۱۴۔

اور وہ آیت پڑھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول ہے :

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o (سورۃ مائدہ:۵/۱۱۸)

(اے اللہ!) اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔

پھر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک بلند کیے اور فرمایا :

اللّٰهم أمتي أمتي و بكى فقال اللّٰه يا جبريل اذهب إلى محمد و ربک أعلم فسئله ما يبكيک؟ فأتاه جبريل فسأله فأخبره رسول اللّٰه بما قال، و هو أعلم فقال اللّٰه يا جبريل اذهب إلى محمد فقل: إنا سنرضيک في أمتک و لا نسوء ک . (۱)

یعنی اے اللہ! میری امت، میری اُمت۔ پھر آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو - حالاں کہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے - کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے؟ حضرت جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کو خبر دی - حالاں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے - اللہ تعالیٰ نے جبرائیل سے فرمایا: اے جبرائیل! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ آپ کی اُمت کی بخشش کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔

---

(۱) صحیح مسلم: ۱/۱۹۱حدیث: ۲۰۲ ...... سنن کبریٰ نسائی: ۶/۳۷۳ حدیث: ۱۱۲۶۹ ...... معجم اوسط طبرانی: ۸/۳۶۷حدیث: ۸۸۹۴ ...... مسند ابوعوانہ: ۱/۱۳۷حدیث: ۴۱۵ ...... شعب الایمان بیہقی: ۱/۲۸۳حدیث: ۳۰۳۔

جس کے اِیندھن آدمی اور پتھر!

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ o (سورۂ تحریم: ۶۶/ ۶)

جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

پھر فرمایا: جہنم کی آگ ایک ہزار برس جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک دہکائی گئی تو سفید ہوگئی، پھر ہزار سال بھڑکائی گئی تو سیاہ ہوگئی، اور اب وہ سیاہ وتاریک ہے۔

اتنا سننا تھا کہ ایک حبشی - جو وہاں موجود تھا - زار وقطار رونے لگا۔ تاجدارِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: یہ کس کے رونے کی آواز آرہی ہے؟۔

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! حبشہ کا رہنے والا ایک شخص محوِ آہ وبکا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رونے کو پسند فرمایا۔

اتنے میں حضرت جبرئیل امین بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگئے کہ یارسول اللہ! اللہ رب العزت فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میرا جو بندہ دنیا میں میرے خوف سے روئے گا، میں ضرور اسے جنت میں زیادہ ہنساؤں گا۔(۱)

ہر چیز پر چھا جانے والی قیامت!

حضرت ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی تاریکیوں میں اُٹھ کر اپنے صحابہ کو ڈھونڈتے اور ان کی خبر لیتے کہ وہ اپنی

---

(۱) شعب الایمان: ۱/ ۴۹۰ حدیث: ۷۹۹۔

راتیں کس طرح عبادت میں گزارتے ہیں، ان کی دعاؤں کا انداز کیا ہے، وہ اپنے مالک ومولا کے حضور کس طرح روتے اور گڑگڑاتے ہیں؛ چنانچہ اس دوران آپ کے کانوں میں کسی دروازہ کے پیچھے سے ایک بوڑھی خاتون کی قراءت کی آواز آئی، وہ رورہی تھی اور رندھی ہوئی آواز میں باربار یہ آیت پڑھ رہی تھی :

هَلْ اَتٰکَ حَدِيثُ الغَاشِيَةِ o

کیا تجھے (ہر چیز پر) چھاجانے والی قیامت کی خبر پہنچی!۔

وہ بڑھیا زاروقطار روتی جاتی تھی اور یہ آیت کریمہ دُہراتی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک دروازہ سے لگادیا اور خود روتے ہوئے فرمایا :

نعم أتاني ، نعم آتاني .

ہاں (اے بوڑھی ماں!) مجھے وہ خبر پہنچ گئی ہے، ہاں پہنچ گئی ہے۔(۱)

ذرا سوچیں کہ اُس ضعیف خاتون کا حال تو یہ ہے کہ وہ رات کی تاریکی میں اُٹھ کر -جب کہ پوری دنیا آغوشِ نیند میں پڑی ہوتی ہے- اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا ومناجات کررہی ہے، عبادت وریاضت میں جٹی ہوئی ہے اور طاعت وبندگی کے تحفے گزار رہی ہے۔ اور ہمارا عالم یہ ہے کہ نوافل تو کجا فرائض میں بھی سستی کرتے ہیں اور اپنے مولا کو بھولے بیٹھے ہیں۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اس بڑھیا کے مقابلے میں ہماری ہڈیاں ابھی کتنی مضبوط ہیں، صحت کتنی اچھی ہے، اور جسم کتنا توانا ہے۔ اُس اللہ کی ہم پر کتنی نعمتیں لدی ہیں، اور وہ ہماری ہزار کوتاہیوں کے باوصف ہم پر تاہنوز اپنے سلسلہ کرم کو کس طرح برقرار رکھے ہوئے ہے۔ پھر کیا ایسی صورت میں ہم لوگ اس بڑھیا سے زیادہ طاعت وتابعداری، عبادت وبندگی اور اللہ تعالیٰ کا شکروسپاس اَدا کرنے کے مستحق نہیں ہیں؟!۔ کیا اِس واقعہ میں سمجھ داروں کے لیے عبرت ونصیحت نہیں ہے؟!۔

---

(۱) لاتحزن: ۲/۲۰۳...... قافلۃ الداعیات: ۷/۱۱۶۔

ہر شخص کا دوزخ سے گزر

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۸ھ) ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کی آغوش میں سر رکھے ہوئے تھے، یکایک زاروقطار رونے لگے، یہ دیکھ کر اُن کی جانثار بیوی بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

آپ نے پوچھا: تجھے کس چیز نے رُلایا؟۔

عرض کیا: میں نے دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں تو آپ کے رونے نے مجھے بھی رلا دیا۔ آپ نے فرمایا:

میں تو اِس لیے گریہ و بکا کر رہا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ اِرشاد یاد آ گیا ہے:

وَ اِنْ مِنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُھَا ۝ (سورۂ مریم: ۱۹/۷۱)

اور تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے؛ مگر اس کا اس (دوزخ) پر سے گزر ہونے والا ہے۔

اور مجھے پتا نہیں کہ اس سے گزرنے کے بعد مجھے اس سے نجات بھی مل سکے گی یا نہیں۔ (۱)

حضرت بکر مزنی سے دوسری روایت یوں ہے کہ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر جا کر زاروقطار رونے لگے۔ آپ کی اہلیہ آئیں، وہ بھی رونے لگیں، آپ کا خادم آیا تو دونوں کو روتا دیکھا خود بھی رونے لگا حتیٰ کہ سارے اہل خانہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

---

(۱) مستدرک حاکم: ۲۰/۱۶۱ حدیث: ۸۹۰۰...... تفسیر طبری:- ۱۸/۲۳۲...... تفسیر ابن کثیر: ۵/۲۵۲...... تفسیر القرآن عبدالرزاق صنعانی: ۴/۲۵۰ حدیث: ۱۷۲۷...... حلیۃ الاولیاء: ۱/۶۱۔

جب آنسوؤں کا طوفان ذرا تھما تو آپ نے پوچھا: تم لوگوں کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟۔

بولے: اس کی وجہ تو نہیں معلوم، ہاں یہ کہ آپ کو روتا ہوا پا کر ہم بھی رونے لگے۔

آپ نے فرمایا :

اللہ کے بندو! میں تو اس وجہ سے رو رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک آیت نازل ہوئی ہے جس میں میرے رب نے بتایا ہے کہ مجھے جہنم پر پیش ہونا ہے؛ لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس میں کنتارہ کر پھر کب اس سے چھٹکارا ملنا ہے!۔(۱)

پھر ہمارے دل سخت ہو گئے

حضرت ابوصالح روایت کرتے ہیں کہ خلافتِ صدیقی میں ایک مرتبہ اہل یمن کا ایک قافلہ آیا۔ جب اُن لوگوں کی تلاوتِ قرآنِ کریم کی آواز ہمارے کانوں میں پڑی تو ہمیے قابو ہو گئے اور زار وقطار رونے لگے۔ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۱۳ھ) نے فرمایا: شروع میں ہمارا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا، پھر ہمارے دل سخت ہو گئے!!۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس سلسلے میں کیا حال تھا! تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں :

جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ اَخیر آ پہنچا اور آپ صاحب فراش ہو گئے، اور حضرت بلال نے آ کر نماز کے لیے اَذان دی تو آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کی اِمامت کریں۔

---

(۱) التخویف من النار: ۱/۱۷۷۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر بڑے رقیق القلب ہیں......ایک روایت میں ہے کہ اُن کا اپنے آنسوؤں پر قبضہ نہیں......ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ بہت زیادہ رونے والے شخص ہیں......جب قرآن اُن کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو اُن کی آنکھیں بے اختیار چھلک پڑتی ہیں۔ لہٰذا اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں تو ان کے آنسو ہی نہیں تھمیں گے تو انھیں قراءت کا یارا کہاں ہوگا!۔(۱)

اُس دن اِنسان حیران وششدر رہ جائے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ جس وقت سورۂ زِلزال نازل ہوئی، اور اس کی آیتیں حضرت ابوبکر صدیق کے کانوں سے ٹکرائیں تو وہ دل گرفتہ ہوکر رونے لگے۔ ان کی یہ کیفیت دیکھ کر رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! کس چیز نے تمہیں اس طرح زاروقطار رونے پر مجبور کردیا؟۔

عرض کیا: پیارے آقا! اس سورت کو سننے کے بعد دل کا قرار جاتا رہا، اور آنکھیں بے ساختہ چھلک پڑیں ہیں۔(۲)

تین بڑی غلطیاں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (م ۲۴ھ) ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ معمول کے مطابق رات میں گشت پر تھے۔ رات کے اندھیرے میں انھیں روشنی سی نظر آئی۔ انھوں نے روشنی کی طرف چلنا شروع کردیا۔ ایک گھر نظر آیا۔ اندر سے روشنی باہر آرہی تھی۔ دروازہ کے سوراخ سے جھانکا تو ایک بوڑھے کو دیکھا، جس کے سامنے

---

(۱) صحیح بخاری: ۲۳۶حدیث: ۶۳۳......صحیح مسلم: ۳۱۱حدیث: ۴۱۸......سنن ابن ماجہ: ۳۸۹حدیث: ۱۲۳۲۔

(۲) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۷۹حدیث: ۷۴۔

شراب تھی اور گانے والی لڑکیاں رقصاں تھیں۔ آپ دیوار پھلانگ کر بڈھے کے پاس پہنچ گئے۔ اور اس کو للکارا :

ما رأيت كالليلة منظرا أقبح من شيخ ينتظر أجله .

یعنی میں نے آج رات اس بوڑھے شخص سے زیادہ قبیح اور شرمناک فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ وہ اپنے آخری وقت کے انتظار میں ہے؛ مگر شراب و کباب میں مست گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر لادے جا رہا ہے۔

یہ سن کر وہ بوڑھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! آپ کو میں قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے متعلق کوئی فیصلہ نہ فرمائیں یہاں تک کہ میں پہلے آپ سے کلام کرلوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہو کیا کہتے ہو؟۔

بوڑھے نے کہا: امیر المومنین! بلاشبہہ میں جو کام کر رہا ہوں نہایت برا ہے؛ مگر ذرا غور کریں کہ جو کام آپ نے کیا ہے وہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ برا ہے!۔ اگر میں نے ایک امر میں اللہ سبحانہ وتعالی کی نافرمانی کی ہے تو آپ نے تین باتوں میں اس کی معصیت کی ہے!۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعجب سے فرمایا: وہ کیا؟۔

اس نے کہا: پہلی بات یہ کہ آپ نے تجسس کیا جب کہ اللہ تعالی نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اِرشاد ہوتا ہے :

وَ لاَ تَجَسَّسُواo (سورۂ حجرات:۱۲/۴۹)

اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی) جستجو نہ کیا کرو۔

اور دوسری معصیت یہ کہ آپ گھر کے پیچھے سے کود کر گھر میں آئے؛ حالاں کہ اللہ تعالی نے اِرشاد فرمایا ہے :

وَ اُتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَاo (سورۂ بقرہ:۱۸۹/۲)

اور تم گھروں میں اُن کے دروازوں سے آیا کرو۔

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے :

لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَاo (سورۂ بقرہ:۲/۱۸۹)

یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ۔

اور تیسری غلطی یہ کہ بغیر اجازت کے آپ گھر میں تشریف لائے؛ حالاں کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتاً غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِھَاo (سورۂ نور:۲۴/۲۷)

اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو؛ یہاں تک کہ تم ان سے اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں کو (داخل ہوتے ہی) سلام کہا کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تم نے بالکل سچ کہا!؛ مگر اب یہ بتاؤ کہ تم مجھے معافی عطا کرتے ہو یا نہیں؟۔

اس بوڑھے نے کہا: اللہ تعالی آپ کو معاف فرمائے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی آنکھوں سے ‘اَشک’ رواں تھے، اور ساتھ ہی فرماتے جا رہے تھے: ہلاکت ہے عمر کے لیے، اگر اللہ تعالیٰ نے مغفرت نہ فرمائی۔ یہ شخص اپنے گھر والوں سے چھپ کر یہ معصیت کر رہا تھا، اب وہ کہے گا: عمر نے تو مجھے دیکھ ہی لیا ہے؛ چنانچہ وہ بار بار اس معصیت کا ارتکاب کرے گا۔

اس واقعے سے پہلے یہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضری دیا کرتا تھا، اب اس نے خوف اور شرم کے باعث حاضری چھوڑ دی۔ کچھ عرصے کے بعد ایک دن عمر فاروق اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یہی بوڑھا شخص اپنے آپ کو چھپائے ہوئے مجلس میں داخل ہوا، مجلس میں کافی لوگ بیٹھے تھے۔ یہ شخص مجلس کے آخر میں بیٹھ گیا۔ حضرت عمر

نے اسے دیکھ لیا۔ آپ نے حکم دیا کہ اس بوڑھے کو میرے پاس بھجوا دو۔

وہ شخص پریشان ہوا کہ میں تو اسی بات سے گھبراتا تھا۔ بہر حال! لوگوں نے کہا کہ جاؤ امیر المومنین تمھیں بلا رہے ہیں۔ وہ ڈرتا ڈرتا قریب آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اسے مزید اپنے قریب بلایا، وہ ذرا قریب ہوا تو فرمایا: اور قریب آ جاؤ۔ اس طرح قریب کرتے کرتے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا، پھر فرمایا: ذرا کان میرے قریب کرو۔ پھر اس کے کان میں فرمایا:

أما والذي بعث محمداً بالحق رسولا ما أخبرت أحدا من الناس بما رأيت منک، ولا ابن مسعود فإنه کان معي .

سنو! اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا ہے، میں نے جو اس روز دیکھا، کسی شخص کو نہیں بتایا حتیٰ کہ ابن مسعود کو بھی؛ حالاں کہ وہ اس رات میرے ساتھ تھے۔

اس شخص نے کہا: امیر المومنین! ذرا اپنا کان میرے قریب کریں۔ پھر اس نے کہا:

ولا أنا والذي بعث محمدا بالحق رسولا، ما عدت إليه حتیٰ جلست مجلس هٰذا .

اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا ہے! اُس دن سے آج کی مجلس میں حاضر ہونے تک میں نے بھی دوبارہ ایسا کام نہیں کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کلمات سننے کے بعد اتنی خوشی ہوئی کہ آپ نے بلند آواز میں 'اللہ اکبر' کہا۔ لوگوں کو اس بات کا قطعاً علم نہیں تھا کہ انھوں نے اللہ اکبر کس وجہ سے کہا ہے۔ (۱)

---

(۱) حیاۃ الصحابہ: ۱۴۹/۳...... کنز العمال: ۱۴۱/۲۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ ایک روز آپ سورۂ ”اذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ پڑھ رہے تھے، اور جب آیت کریمہ ”وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ“ (اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے) پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بہت دیر تک زمین پر تڑپتے رہے۔ (۱)

مولا! میرے دکھ اور غم تیری بارگاہ میں پیش ہیں

حضرت عبد اللہ بن شداد روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کی اِقتدا میں نمازِ فجر اَدا کر رہا تھا اور میں بالکل آخری صف میں تھا، وہ سورۂ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ پڑھتے پڑھتے جب اس مقام پر پہنچے :

اِنَّمَا اَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي اِلَى اللّٰهِ ٥ (سورۂ یوسف: ۸۶/۱۲)

اے اللہ! میں اپنے دکھ اور اپنے غم کو تیری ہی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ جب آپ نے یہ آیت پڑھی تو آپ کی چیخ نکل گئی اور اتنی زور سے روئے کہ اَخیر صف میں ہونے کے باوصف میں نے اُن کی چیخ کی آواز سن لی۔

یوں ہی حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازِ عشا پڑھی اور میں بالکل آخری صف میں تھا، اس رات پھر آپ نے سورۂ یوسف کی تلاوت کی۔

فرماتے ہیں کہ جب آپ ایک خاص مقام پر پہنچے تو مسجد کے کھچا کھچ بھری ہونے اور میرے آخری صف میں ہونے کے باوجود میں نے ان کی گریہ وبکا کی آواز اپنے ان کانوں سے سنی۔ الفاظ یہ ہیں :

---

(۱) حلیۃ الاولیاء ابونعیم: ۵۱/۱...... فضائل الصحابہ احمد بن حنبل: ۲۵۳/۱ حدیث: ۳۱۸...... الزہد احمد بن حنبل: ۱۷۸...... صفۃ الصفوۃ ابن جوزی: ۲۸۶/۱۔

سمعت نشيجه في مؤخر الصف . (۱)

اور تمہارا رزق آسمان میں ہے

ایک شخص کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دروازہ لازم پکڑ لیا تھا۔ رات دن وہاں پڑا رہتا۔ ایک روز اس نے سنا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا تھا کہ اے شخص! تو نے حضرت عمر کی طرف ہجرت کی ہے یا اللہ کی طرف؟ یہاں سے اُٹھ اور قرآن کی تعلیم حاصل، قرآن تجھے عمر کے دروازے سے بے نیاز کر دے گا۔ وہ شخص یہ سن کر غائب ہو گیا۔

حضرت عمر نے اسے ڈھونڈا تو معلوم ہوا کہ وہ گوشہ نشین ہو گیا ہے اور عبادت میں مشغول ہے۔ حضرت عمر اس کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ میں تجھے دیکھنے کا متمنی تھا، آخر تجھے کس چیز نے ہم سے غافل کر دیا؟۔

اس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! قرآن کریم کی تلاوت نے مجھے عمر اور آلِ عمر سے بے نیاز کر دیا ہے۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ تو نے قرآن میں کیا پایا؟۔

اس نے عرض کیا کہ قرآن میں میں نے یہ آیت کریمہ پالی ہے :

وَ فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوعَدُونَ o (سورۂ ذاریات:۲۲/۵۱)

اور تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔

یہ آیت پڑھ کر میں نے یقین کر لیا کہ میرا رزق تو آسمان میں ہے اور میں زمین میں تلاش کر رہا ہوں۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ:۲۹۷/۸...... مصنف عبد الرزاق: ۱۱۱/۲ حدیث: ۲۷۰۳...... موسوعۃ اطراف الحدیث:۱۹۸۶۳۰/۱......الجوہرۃ النیرۃ:۲۵۹/۱۔

حضرت عمر فاروق نے جب اس کی یہ عارفانہ بات سنی تو آپ کی آنکھیں زار و قطار بہنے لگیں، اور آپ نے فرمایا: اے شخص! تو نے بالکل سچ کہا ہے۔

اس واقعے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔(۱)

سورۂ براءت کا کرشمہ

حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی کہتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر اپنے وقت کے بہترین قاریِ قرآن تھے، جس خوش نغمگی اور حسن اَدا سے قرآن پڑھتے وہ انھیں کا حصہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: اے ابن عامر! آج مجھے سورۂ براءت سناؤ۔

راوی کہتے ہیں کہ اِدھر انھوں نے اس کی تلاوت شروع کی، اور اُدھر حضرت عمر نے آہ و بکا شروع کی، اور دل گرفتہ ہوکر خوب روئے۔

جب آپ کی ہچکیاں کچھ تھمیں تو آپ نے فرمایا: مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے یہ سورت' قرآن میں تھی ہی نہیں، یا میں اسے پہلی بار سن رہا ہوں۔(۲)

رب کا عذاب آ کر رہے گا

ایک مرتبہ آپ کسی شخص کے گھر کے پاس سے گزرے، وہ شخص اس وقت سورۂ والطّور کی تلاوت کررہا تھا۔ آپ ٹھہر کر اس کی تلاوت سننے لگے، جب وہ شخص اِس آیت کریمہ پر پہنچا :

---

(۱) احیاء علوم الدین: ۳۶۷/۳ ...... قوت القلوب: ۳۸۳/۱۔

(۲) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۸۰ حدیث: ۷۵۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ o (سورۂ طور:۵۲/۷)

بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہوکر رہے گا اور اسے کوئی دور نہ کر سکے گا۔

تو آپ اپنے گدھے سے اُتر پڑے، اور ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے، اور عالم وارفتگی میں یوں ہی بہت دیر تک کھڑے رہے۔ پھر گھر واپس تشریف لے گئے، اور ایسے بیمار ہوئے کہ لوگ ایک مہینہ تک آپ کی عیادت کے لیے آتے رہے؛ لیکن کسی کو یہ نہ معلوم ہوسکا کہ ان کو کیا مرض لاحق ہے!۔(۱)

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت عمر بن خطاب کو آج دنیا جو عمر فاروق اور شوکت اسلام کے نام سے یاد کرتی ہے اس کے پیچھے بھی اسی قرآن کی اَثر آفرینی کارفرما ہے۔ قرآن ہی کی چند آیتوں کی سماعت نے انھیں دامن اسلام میں پناہ لینے پر مجبور کردیا تھا۔ آیئے اَمر واقعہ خود انھیں کی زبانی سنتے ہیں :

میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت سے اپنی تلوار لٹکائے اور ترکش کندھے پر رکھے چلا جارہا تھا۔ میرا اِرادہ محمد (ﷺ) کے ٹھکانے کی طرف تھا۔ اتفاق سے راستے میں نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوگئی۔ وہ اسلام قبول کرچکے تھے مگر انھوں نے اپنی قوم کے خوف سے اپنے اسلام کو اِظہار نہیں کیا تھا۔ انھوں نے مجھ سے کہا :

أين تذهب يا ابن الخطاب ؟.

ابن خطاب! کدھر چلے؟۔

میں نے کہا :

---

(۱) احیاء علوم الدین مترجم:۴/۲۸۲۔

أريد هٰذا الصابي الذي فرق أمر قريش وسفه أحلامها وعاب دينها و سب آلهتها فأقتله .

یعنی میں اس بے دین کی طرف جارہا ہوں جس نے قریش کا معاملہ سنگین کر دیا ہے (ان میں اختلاف و پھوٹ ڈال دیا ہے) ان کے خواب چکنا چور کر دیے ہیں، ان کے دین کو عیب لگا دیا ہے اور ان کے معبودوں کو گالیاں دی ہیں؛ اس لیے میں اس کا کام تمام کرنے جارہا ہوں۔

نعیم بن عبد اللہ نے مجھ سے کہا: اللہ کی قسم اے عمر! تمھیں تمہارے نفس کے عُجب نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ محمد کو قتل کرنے کے بعد چین سے رہو گے؟ سرزمین مکہ پر دندناتے پھرو گے، اور بنی عبد مناف تمھیں یوں ہی آزاد چھوڑ دیں گے؟ آخر تم پہلے اپنے گھرانے کی فکر کیوں نہیں کرتے، انھیں کیوں انھیں سدھارتے؟ تم خواہ مخواہ محمد کے پیچھے کیوں پڑ گئے؟۔

میں نے پوچھا: میرے گھرانے سے تمہاری کیا مراد ہے؟۔

نعیم بن عبد اللہ نے کہا: تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید ان دونوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد کی پیروی کرنے لگے ہیں۔ تمھیں پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے، بعد میں محمد کی!۔

نعیم بن عبد اللہ نے عمر بن خطاب کو یہ اطلاع اس لیے دی کہ وہ عمر بن خطاب کے تیور دیکھ کر ان کی بری نیت بھانپ گئے تھے؛ چنانچہ انھوں نے عمر بن خطاب کا رخ محمد سے پھیر کر ان کے اپنے گھرانے کی طرف کر دیا۔

عمر بن خطاب طیش میں آکر اپنی بہن کے گھر کی طرف چل دیے۔ بہن کے گھر پہنچے اور دروازے پر دستک دی، اس وقت ان کے گھر میں حضرت خباب بن ارث رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انھوں نے عمر بن خطاب کی آواز سنی تو فوراً اُٹھے اور گھر کے ایک کونے میں چھپ گئے۔

ادھر فاطمہ بنت خطاب نے وہ صحیفہ جو خباب بن ارث لے کر آئے تھے اور انھیں پڑھا رہے تھے، چھپا دیا۔

عمر بن خطاب دروازے ہی پر خباب بن ارث کی قراءت سن چکے تھے۔ جوں ہی دروازہ کھلا، وہ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا :

ابھی یہ بھینی بھینی آواز کس کی تھی جو میں نے سنی ہے؟۔

سعید بن زید نے کہا: نہیں، آپ نے کوئی آواز نہیں سنی، یہ محض آپ کا وہم ہے۔

عمر بن خطاب نے فوراً کہا :

بلی واللّٰہ لقد اُخبِرتُ أنکما تابعتما محمدا علی دینه .

یعنی ہاں, اللہ کی قسم! مجھے بتایا گیا ہے کہ تم دونوں نے محمد کا دین قبول کرلیا ہے۔

یہ کہہ کر عمر بن خطاب نے اپنے بہنوئی کا گریبان کھینچا اور ان کی پٹائی شروع کردی۔ ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب شوہر کو بچانے آگے بڑھیں تو عمر بن خطاب نے انھیں بھی نہ بخشا۔ اتنا مارا کہ وہ بھی زخمی ہوگئیں۔ انھوں نے بھائی کا یہ تشدد دیکھا تو بلند آہنگی سے کہا :

نعم، لقد أسلمنا و آمنا فاصنع ما بدأ لک .

ہاں ہاں! (کان کھول کر سن لو) ہم دونوں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اللہ پر ایمان لے آئے ہیں، ہمارے ساتھ جو چاہو کرلو (اب ہمارے دل سے اسلام ہرگز ہرگز نہیں نکل سکتا!)۔

یہ ایک صاحب ایمان جری خاتون کی صداے حق تھی جو بجلی کی طرح کڑکی اور عمر بن خطاب کو جھنجھوڑ کر رکھ گئی۔ جب انھوں نے اپنی بہن کے جسم سے خون کی بوندیں ٹپکتی دیکھیں تو ان کا غصہ ہرن ہوگیا اور اپنی جارحیت پر شرم محسوس کرنے لگے۔ بہن کے ایمانی جملے سے ان پر کپکپی طاری ہوگئی۔ سیدہ فاطمہ بنت خطاب کو کیا معلوم تھا کہ ان کے حرفِ حق نے عمر کے دل میں کتنے بڑے انقلاب کے شعلے بھڑکا دیے ہیں۔

اب عمر خفت سے بھیگے ہوئے لہجے میں ہمشیرہ محترمہ سے مخاطب ہوئے کہ ذرا مجھے وہ صحیفہ تو دکھلاؤ جسے میں نے تم لوگوں کو ابھی پڑھتے سنا ہے، میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آخر محمد کون سی کتاب لائے ہیں؟۔

عمر بن خطاب لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انھوں نے صحیفہ دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو بہن نے کہا کہ ہمیں اس صحیفے کے بارے میں تم سے خدشہ ہے (مبادا تم اس کی بے حرمتی کر بیٹھو)۔

عمر نے کہا: ڈرنے کی ضرورت نہیں، اپنے معبودوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس صحیفے کا کچھ نہیں بگاڑوں گا، بس اسے پڑھوں گا اور تمہیں لوٹا دوں گا۔

بہن نے بھائی کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو دل ہی میں یہ تمنا دامن گیر ہوئی کہ کاش! عمر اسلام قبول کرلیں؛ چنانچہ انھوں نے کہا کہ میرے بھائی! تم اپنے شرک کی نجاست پر قائم رہنے کی وجہ سے ناپاک ہو۔ قرآن کو تو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔

بہن کی بات سن کر عمر فوراً اُٹھے، غسل کیا اور بہن کے پاس واپس آئے، اب انھوں نے انھیں صحیفہ دے دیا۔ یہ سورۂ طٰہٰ تھی۔ عمر نے سورہ طہ کی ابتدائی آیات ہی پڑھی تھیں کہ بے ساختہ پکار اُٹھے :

> ما أحسن هٰذا الكلام و أكرمه !.
>
> یعنی یہ کلام کتنا اچھا اور کس قدر پاکیزہ ہے!۔

اپنی ہمشیرہ محترمہ کی معیت میں عمر بن خطاب کے گنتی کے یہ چند لمحات کتنے محمود و مسعود تھے جنھوں نے ان کے دل کی دنیا زیر وزبر کرکے تاریخ کا دھارا بدل ڈالا۔ اب عمر پہلے والے عمر نہ تھے، اب وہ قبول حق کے لیے مائل ہو چکے تھے۔(۱)

---

(۱) الروض الانف:۱۱۹/۲......سیرۃ ابن ہشام:۳۴۴/۱......الکامل فی التاریخ:۲۶۸/۱......البدایۃ والنہایہ:۱۰۱/۳......سیرت ابن حبان:۶۹/۱......انساب الاشراف:۳۸۵/۳۔

جب کوئی دوست کسی کے کام نہ آئے گا

جس وقت حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے ایک مرتبہ حج کے اجتماع کو مخاطب کرکے فرمایا: اے لوگو! کھڑے ہوجاؤ۔ حکم پاتے ہی سارے لوگ کھڑے ہوگئے۔ پھر فرمایا: قبیلہ مراد کے لوگوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔ چند لوگوں کے علاوہ سبھی حضرات بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: تم میں سے قبیلہ 'قرن' کے لوگ کھڑے رہیں باقی سب بیٹھ جائیں۔ ایک شخص کے علاوہ سب بیٹھ گئے۔ یہ کھڑا رہنے والا شخص حضرت اویس قرنی کا چچا تھا۔

امیر المومنین نے ان سے پوچھا: کیا آپ قبیلہ قرن کے رہنے والے ہیں؟۔ عرض کیا: جی ہاں! میں 'قرن' کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا: کیا آپ اُویس قرنی کو جانتے ہیں؟۔ جواب دیا: حضور! آپ جس اُویس کے متعلق سوال کررہے ہیں وہ تو ہمارے ہاں اَحمق مشہور ہے، وہ اس لائق کہاں کہ آپ اس کے متعلق استفسار فرمائیں، وہ تو پاگل ودیوانہ ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رونے لگے اور فرمایا: میں اُس پر نہیں بلکہ تم پر رو رہا ہوں۔ میں نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اویس قرنی کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کے برابر لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (۱)

حضرت ہرم بن حیان فرماتے ہیں کہ جب مجھ تک یہ حدیث پہنچی تو میں فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ میرا وہاں جانے کا صرف یہی مقصد تھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ (م ۳۷ھ) کی زیارت کرلوں اور ان کی صحبت سے فیضیاب ہوسکوں۔ کوفہ پہنچ کر میں انھیں تلاش کرتا رہا؛ بالآخر میں نے انھیں دوپہر کے وقت نہر فرات کے کنارے وضو

---

(۱) سنن ابن ماجہ: ۲۷۴۰ حدیث: ۵۴۲۳...... مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۷ حدیث: ۵۳۹۔

کرتے ہوئے پایا، جو نشانیاں مجھے ان کے متعلق بتائی گئی تھیں ان کی وجہ سے میں نے انھیں فوراً پہچان لیا۔

ان کا رنگ انتہائی گندمی، جسم دبلا پتلا، سرگردآلو اور چہرہ انتہائی بارعب تھا۔ میں نے قریب جا کر سلام کیا۔ انھوں نے جواب دیا اور میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن انھوں نے مصافحہ نہ کیا۔ میں نے کہا: اے اویس! اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کیسے ہیں؟۔ ان کو اس حالت میں دیکھ کر اور ان سے شدید محبت کی وجہ سے میری آنکھیں بھر آئیں اور میں رونے لگا۔

مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے، اور مجھ سے فرمایا: اے میرے بھائی ہرم بن حیان! اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کیسے ہیں، اور میرے بارے میں آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں ہوں؟۔ میں نے جواب دیا: اللہ نے مجھے تمہاری راہ دی ہے۔ یہ سن کر آپ نے ’لا الٰہ الا اللہ‘ اور ’سبحان اللہ‘ کی صدائیں بلند کیں اور فرمایا: بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔

پھر میں نے ان سے پوچھا: آپ کو میرا اور میرے والد کا نام کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آج سے پہلے نہ کبھی میں نے آپ کو دیکھا اور نہ ہی آپ نے مجھے دیکھا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: مجھے میرے علیم وخبیر پروردگار نے خبر دی ہے۔ اے میرے بھائی ابن حیان! میری روح تیری روح کو اس وقت سے جانتی ہے جب (عالم اَرواح) میں تمام روحوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی۔ بے شک بعض مومن اپنے بعض مومن بھائیوں کو جانتے ہیں اور وہ اللہ کے حکم سے ایک دوسرے سے اُلفت ومحبت رکھتے ہیں، اگر چہ ان کی بظاہر ملاقات نہ ہوئی ہو، اگر چہ وہ ایک دوسرے سے بہت دور رہتے ہیں۔

پھر میں نے ان سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیے۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا: میرے آقا ومولا پر میرے ماں باپ

قربان! مجھے نہ تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی اور نہ ہی میں ان کی زیارت سے مشرف ہوسکا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میں نے ان عظیم ہستیوں کی زیارت کی ہے جن کی نظریں میرے آقا ومولا علیہ السلام کے والضحیٰ والے چہرے کی زیارت کرچکی ہیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنے اوپر اس بات کا دروازہ کھولوں کہ لوگ مجھے محدث، مفتی یا راوی کہیں، میں لوگوں سے دور رہنا چاہتا ہوں اور اپنی اس حالت پر خوش ہوں۔

پھر میں نے ان سے کہا: اے میرے بھائی! مجھے اللہ کے کلام سے کچھ تلاوت ہی سنا دیجیے، اور مجھے کچھ نصیحت فرمایئے تاکہ میں اسے یاد رکھوں۔ بے شک میں آپ سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت اویس قرنی نے میرا ہاتھ پکڑا اور 'اَعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم' پڑھ کر فرمایا۔ میرے رب کا کلام سب کلاموں سے اچھا ہے۔ پھر آپ نے سورۂ دخان کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں :

> **وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ، مَا خَلَقْنٰهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ، إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ أَجْمَعِيْنَ، يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئاً وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ، إِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ o** (سورۂ دخان:۴۴/۳۸ تا ۴۲)

> اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے اسے محض کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔ ہم نے دونوں کو حق کے (مقصد وحکمت کے) ساتھ پیدا کیا ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ بیشک فیصلہ کا دن، ان سب کے لیے مقررہ وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔ سوائے ان کے جن پر اللہ نے رحمت فرمائی ہے (وہ ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے)، بیشک وہ بڑا غالب بہت رحم فرمانے والا ہے۔

آپ نے یہ آیتیں پڑھیں، ان آیتوں کا ان کے کانوں میں پڑنا تھا کہ ایک زوردار چیخ ماری۔ میرے گمان کے مطابق شاید آپ بے ہوش ہوگئے تھے۔ جب انھیں اِفاقہ ہوا تو فرمانے لگے: اے ابن حیان! تیرا باپ فوت ہو چکا، عنقریب تو بھی اس دنیا سے رخصت ہوجائے گا۔ پھر یا تو تیرا ٹھکانہ جنت میں ہوگا یا پھر معاذ اللہ جہنم میں۔

اے ابن حیان! تیرا باپ حضرت آدم اور تیری ماں حضرت حوا اس دنیاے فانی سے جا چکے، حضراتِ انبیاے کرام بھی اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما چکے، خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق کا بھی انتقال ہوگیا، اور میرے بھائی اور دوست خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق کا بھی وصال ہوگیا۔ جب میں نے یہ سنا تو فوراً کہا: حضور! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟۔ حضرت عمر تو ابھی حیات سے ہیں، ان کا ابھی وصال نہیں ہوا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: مجھے میرے پروردگار نے خبر دی ہے، اور میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ عنقریب میں اور آپ بھی اس دنیاے فانی سے رخصت ہوجائیں گے.....(۱)

اور اُن سے جہنم کا وعدہ ہے

حضرت میمون بن مہران کہتے ہیں کہ جب قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ إِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ٥ (سورۂ حجر: ۱۵/۴۳)

اور بیشک ان سب کے لیے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔

تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۳۵ھ) کی چیخ نکل گئی، اور سر پیٹتے ہوئے بھاگ نکلے۔ اس واقعے کے بعد تین دن تک وہ نظر نہیں آئے۔(۲)

---

(۱) تاریخ مدینۃ دمشق: ۹/۴۳۶ تا ۴۳۷...... عیون الحکایات، ابن جوزی مترجم: ۵۵ تا ۵۸۔

(۲) تفسیر قرطبی: ۱۰/۳۱...... احیاء علوم الدین مترجم: ۴/۲۸۵۔

اور وہ اس میں دانت نکلے بگڑے منہ پڑے ہوں گے

حضرت صفوان بن سلیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۴۰ھ) مسجد میں نماز عشا سے فارغ ہونے کے بعد نمازِ نفل کے لیے کھڑے ہوئے، جب آپ کا گزر اس آیت سے ہوا :

وَ هُمْ فيهَا كَالِحُونَ ٥ (سورۂ مومنون:۱۰۴/۲۳)

اور وہ اس میں دانت نکلے بگڑے ہوئے منہ کے ساتھ پڑے ہوں گے۔

تو متواتر اس کی تکرار کرتے رہے، حتیٰ کہ موذن نے آکر صبح کی اَذان دینا شروع کردی۔(۱)

کیا نیک و بد برابر ہیں!

حضرت ابوالضحیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت تمیم الداری مقام ابراہیم پر کھڑے سورۂ جاثیہ کی تلاوت فرمارہے تھے، پڑھتے پڑھتے جب وہ اس آیت کریمہ پر آئے :

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، سَوَاءٌ مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ، سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ٥

(سورۂ جاثیہ:۲۱/۴۵)

کیا وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کمارکھی ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انھیں ان لوگوں کی مانند کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (کہ) ان کی زندگی اور ان کی موت برابر ہوجائے۔ جو دعویٰ (یہ کفار) کررہے ہیں نہایت برا ہے۔

---

(۱) صفۃ الصفوۃ:۱۶۴/۱۔

تو اس سے آگے نہ بڑھ سکے اور بار بار اسی کی تکرار کرتے رہے اور زار و قطار روتے رہے۔ حتیٰ کہ سپیدۂ سحر طلوع ہونے تک آپ پر یہی کیفیت طاری رہی۔(۱)

یوں ہی کہا جاتا ہے کہ ایک شب حضرت مالک بن دینار (م ۱۲۷ھ) نے اس آیت کریمہ کو پڑھا، اور پھر اس کی تکرار کرتے کرتے صبح کر دی :

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَ عَـمِـلُـوا الصّٰلِحٰتِ، سَوَاءٌ مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ، سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ o

(سورۂ جاثیہ: ۴۵/۲۱)

کیا وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کما رکھی ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انھیں ان لوگوں کی مانند کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (کہ) ان کی زندگی اور ان کی موت برابر ہو جائے۔ جو دعویٰ (یہ کفار) کر رہے ہیں نہایت برا ہے۔

خدا نے عذاب سے بچا کر بڑا اِحسان کیا

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ زندگی بھر میرا یہ معمول رہا کہ صبح اُٹھ کر میں سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (م ۵۷ھ) کی خدمت میں حاضر ہوتا اور انھیں سلام کرتا اس کے بعد اپنے کاموں میں مشغول ہوتا تھا۔

ایک روز حسب معمول میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اُس وقت چاشت کی نماز پڑھ رہی تھیں، اور یہ آیت پڑھ پڑھ کر رو رہی تھیں :

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ o (سورۂ طور: ۵۲/۲۷)

سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور عذابِ دوزخ سے بچا لیا۔

---

(۱) تفسیر روح المعانی آلوسی: ۲۱/۱۹...... تفسیر در منثور: ۹/۱۳۵۔

میں دیر تک کھڑے رہنے باعث تھکن محسوس کرنے لگا؛ لیکن وہ یوں ہی تسلسل کے ساتھ آیت کی تلاوت کرتی رہیں اور روتی رہیں۔

میں نے سوچا پہلے بازار ہو آؤں، پھر بعد میں سلام کرلوں گا؛ چنانچہ میں بازار گیا اور اپنی ضرورت سے فارغ ہوکر واپس آ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ابھی تک آپ اسی طرح آیت کی تلاوت کر رہی ہیں، اور گریہ وزاری میں مشغول ہیں۔(۱)

مجرم، جہنم کی طرف پیاسے ہانکے جائیں گے

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ (م۷۳ھ) اپنے خوف کی شدت کی بنا پر قرآن کریم کی تلاوت نہ سن سکتے تھے، جب بھی کوئی شخص ان کے سامنے ایک لفظ یا ایک آیت پڑھتا تو چیخنے چلانے لگتے، حواس باختہ ہوجاتے اور کئی روز تک اسی حال میں پڑے رہتے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کردی:

یَومَ نَحشُرُ المَتَّقِینَ اَلَی الرَّحمٰنِ وَفدًا وَ نَسُوقُ المُجرِمِینَ اِلیٰ جَھَنَّمَ وِردًا o (سورۂ مریم:۸۵تا۸۶)

جس دن ہم پرہیزگاروں کو جمع کر کے (خدائے) رحمٰن کے حضور (معزز مہمانوں کی طرح) سواریوں پر لے جائیں گے۔ اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانک کر لے جائیں گے۔

یہ آیت سن کر کہنے لگے: میں مجرمین میں سے ہوں، متقین میں سے نہیں ہوں۔

اس کے بعد قاری سے کہا کہ اس آیت کو دوبارہ پڑھو، اس نے دوبارہ تلاوت کی۔ دوسری بار یہ آیت سنی تو بے اختیار ہوکر چیخ پڑے اور اسی حال میں جان جاں آفرین کے حوالے کردی۔(۲)

---

(۱) الکشف والبیان ثعلبی:۱۲/۳۴۰......احیاء علوم الدین:۴/۴۱۲۔ (۲) احیاء علوم الدین:۴/۱۸۴۔

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا تصور

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما (م ۷۴ھ) نے ایک دن سورۂ مطفّفین پڑھنا شروع کیا، جب آپ اس آیت پر پہنچے :

یَومَ یَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ العٰلَمِیۡنَ o (سورۂ مطففین: ۸۳/۶)

جس دن سب لوگ تمام جہانوں کے رب کے حضور کھڑے ہوں گے۔

تو زار و قطار رونے لگے اور اتنا روئے کہ زمین پر گر پڑے اور اس سے آگے بڑھنے کا یارا نہ رہا۔

پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس دن لوگ رب العالمین کے حضور پیش کیے جائیں گے، وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اور عالم یہ ہوگا کہ کسی کا پسینہ اس کے ٹخنوں تک بہ رہا ہوگا، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا سرین تک، کسی کا سینے تک چڑھا ہوگا اور کسی کا کانوں تک پہنچ چکا ہوگا؛ حتیٰ کہ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو پسینوں میں اس طرح تیر رہے ہوں گے جس طرح مینڈک 'پانی میں تیرتا ہے۔(۱)

جہنمیوں کی خواہش 'ٹھنڈا پانی'

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا تو آپ اُسے پی کر رونے لگے۔ پوچھا گیا: وجہِ گریہ وزاری کیا ہے؟ فرمایا: ٹھنڈا پانی دیکھ کر مجھے پروردگار عالم کا وہ اِرشاد یاد آ گیا :

وَ حِیۡلَ بَیۡنَھُمۡ وَ بَیۡنَ مَا یَشۡتَھُوۡنَ o (سورۂ سبا: ۳۴/۵۴)

اور ان کے اور ان کی خواہشات کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی۔

رح

---

(۱) تفسیر قرطبی: ۱۹/۲۵۵ ...... حلیۃ الاولیاء: ۱/۱۶۲۔

اور مجھے معلوم ہے کہ اس وقت جہنمیوں کی خواہش ٹھنڈے پانی ہی کی ہوگی۔ جسے اللہ نے دوسری آیت میں یوں بیان فرمایا ہے :

أَفِيْضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ o (سورۂ اعراف:۷/۵۰)

ہمیں (جنتی) پانی سے کچھ فیض یاب کردو۔(۱)

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا!

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب قرآن مجید کی یہ آیت :

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ o (سورۂ حدید: ۵۷/۱۶)

(کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ خدا کے ذکر سے ان کے دل گداز ہوں)

پڑھتے تو بے اِختیار رو پڑتے اور دیر تک روتے رہتے؛ حتیٰ کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے بھیگ جاتی، اور عرض گزار ہوتے: ہاں! میرے پروردگار! (وہ وقت آگیا ہے!)۔(۲)

ایک مرتبہ انھوں نے اپنے باپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ آیت کریمہ پڑھتے ہوئے سنا :

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ .

(پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے)

تو اس قدر روئے کہ داڑھی مبارک اور گریبان دونوں تربتر ہوگئے۔(۳)

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم:۱۲/۲۸۔ (۲) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا:۸۱حدیث:۷۶۔

(۳) موسوعۃ الخطب والدروس:۳/۲۰۔

وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کمائیں

حضرت نسیر کہتے ہیں کہ ایک شب میرا ربیع بن خثیم (م۹۰ھ) کے گھر شب باش ہونے کا اتفاق ہوا، جب رات آئی تو میں نے دیکھا کہ آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کے لیے کھڑے ہوگئے، دورانِ نماز جب اس آیت پر پہنچے :

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، سَوَاءٌ مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ، سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ o

(سورۂ جاثیہ:۲۱/۴۵)

> کیا وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کمارکھی ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انھیں ان لوگوں کی مانند کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (کہ) ان کی زندگی اور ان کی موت برابر ہوجائے۔ جو دعویٰ (یہ کفار) کررہے ہیں نہایت برا ہے۔

تو پوری رات یوں ہی قیام کی حالت میں گزار دی؛ حتیٰ کہ سپیدۂ سحر نمودار ہوگیا اور اس قدر روئے کہ قرب وجوار کے لوگ آپ کی آہ وبکا پر ترس کھانے لگے...... آپ جب سجدے میں جاتے تو ایسا لگتا جیسے بلاحس وحرکت کوئی مردہ نعش پڑی ہوئی ہے اور پرندے آآکر آپ کی پشت پر بیٹھنا شروع کردیتے۔(۱)

پھر جب صور پھونکا جائے گا

حضرت زرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۹۳ھ) خوف وخشیت میں ڈوبے ہوئے عالم باعمل تھے۔ تلاوتِ قرآن کے وقت وعید وعذاب کی آیتیں سن کر لرزہ براندام

---

(۱) صفۃ الصفوۃ:۳۱۴/۱۔

بلکہ کبھی کبھی خوفِ الٰہی سے بیہوش ہوجایا کرتے تھے۔

بہز بن حکیم کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ جب اس آیت کریمہ پر پہنچے :

فَإِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُورِ فَذَالِکَ یَومَئِذٍ یَومٌ عَسِیُرٌ o (سورۂ مدثر:۸/۷۴)

پھر جب صور پھونکا جائے گا، تو وہ دن بہت ہی سخت دن ہوگا۔

تو بے ہوش ہوکر گر پڑے، اور تھر تھراتے کانپتے اسی حال میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔(۱)

اللہ کی طرف پلٹنے کا دن

حضرت قاسم بن ابوایوب اَعرج فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۹۴ھ) کو حالت نماز میں ذیل کی آیت کو کوئی بیس سے زیادہ مرتبہ دہراتے ہوئے سنا :

وَ اتَّقُوا یَوماً تُرجَعُونَ فِیهِ إِلَی اللّٰهِ o (سورۂ بقرہ:۲۸۱/۲)

اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یوں ہی حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت سعید بن جبیر کو دیکھا کہ آپ ذیل کی آیت کو دہرائے جارہے ہیں، حتیٰ کہ اسی حالت میں سپیدۂ سحر نمودار ہوگیا :

وَ امُتَازُو الیَومَ أَیُّهَا المُجُرِمُونَ o (سورۂ یٰس:۵۹/۳۶)

اور اے مجرمو! تم آج (نیکوکاروں سے) الگ ہوجاؤ۔(۲)

---

(۱) احیاء علوم الدین مترجم:۲۸۵/۴۔

(۲) صفة الصفوة:۳۱۸/۱۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایتِ حدیث کے ساتھ ساتھ چوں کہ بنو اُمیہ کے ظالم اُمرا کے روبرو اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کھلم کھلا فرمایا کرتے تھے، تو کوفہ کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے آپ کو شہید کرا دیا۔ شہادت کے وقت آپ کی حق گوئی، اولوالعزمی اور ثابت قدمی کی داستان بڑے بڑے دل گردہ والے دلیروں کو بھی لرزہ براندام کر دیتی ہے۔ کوفے کے گورنمنٹ ہاؤس میں حجاج بن یوسف اور آپ کا مکالمہ کچھ یوں ہوا تھا :

حجاج: بولو سعید بن جبیر! میں تمہیں کس طریقے سے قتل کروں؟۔

ابن جبیر: خدا کی قسم یہ یاد رکھو کہ تم جس طریقے سے مجھے دنیا میں قتل کرو گے میں اسی طریقے سے تم کو آخرت میں قتل کروں گا۔

حجاج: سعید بن جبیر! اگر ایک مرتبہ تم مجھ سے معافی مانگ لو تو میں تم کو چھوڑ دوں گا۔

ابن جبیر: خدا کی قسم! میں نے جو کچھ کہا ہے وہ حق ہے، برحق ہے۔ اس لیے میں ہرگز ہرگز کبھی تم سے معافی نہیں مانگوں گا۔ میں صرف خداوند کریم سے معافی کا خواستگار ہوں۔

حجاج: اے جلادو! لے جاؤ ان کو دربار کے باہر میدان میں بے دردی کے ساتھ قتل کر دو...... سعید بن جبیر ہنستے ہوئے دربار سے روانہ ہوئے۔

حجاج: سعید بن جبیر! تم قتل ہونے کے لیے جا رہے ہو، اس وقت ہنسنے مسکرانے کا کون سا موقع ہے؟۔

ابن جبیر: اے حجاج! دراصل خداوند جبار و قہار کے مقابلے میں تیری جرأت و سرکشی پر تعجب کر کے مجھے ہنسی آ گئی۔

حجاج: (جل بھن کر غصے میں کانپتے ہوئے) دربار میں میرے سامنے اس کی گردن مار دو۔

ابن جبیر: (نہایت اطمینان کے ساتھ قبلہ رو کھڑے ہو کر بآوازِ بلند پڑھا:)

اِنّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o (سورۂ انعام:۶/۷۹)

حجاج: اے جلادو! اس کا منہ قبلہ سے پھیر دو۔

ابن جبیر: اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ o (سورۂ بقرہ:۲/۱۱۵) یعنی تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت) تمہاری طرف متوجہ ہے۔

حجاج: اے جلادو! اس کو منہ کے بل زمین پر لٹا کر قتل کرو۔

ابن جبیر: (سجدے میں سر رکھ کر) مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی o (سورۂ طٰہٰ:۲۰/۵۵)

حجاج: (چلا کر) ارے جلاد! کیا دیکھتا ہے، اس کو ذبح کر ڈال۔

ابن جبیر: (سجدے میں سر رکھے ہوئے) ظالمو! گواہ رہنا۔ میں پڑھتا ہوں :

اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمدا عبده ورسوله .

پھر آپ نے بلند آواز سے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! حجاج کو ایسا کر دے کہ یہ میرے بعد کسی مومن کو قتل نہ کر سکے۔ آپ کی دعا ختم ہوئی اور جلاد نے آپ کو نہایت بے دردی کے ساتھ ذبح کر دیا۔ اس طرح حقانیت و اِستقامت کا یہ سرخ پوش دولہا عروسِ شہادت کی آغوش سے ہمکنار ہو گیا۔(۱)

---

(۱) اولیاء رجال الحدیث:۱۱۷، ۱۱۸۔

اللہ کی نعمتوں کے بابت ضرور پوچھا جائے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب مجھے ایک اہم ضرورت پیش آئی اور جب میں گھر سے نکلا تو لوگوں نیند کی آغوش میں جا چکے تھے۔ اچانک میرا گزر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (م ۹۴ھ) پر ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مسجد کے اکیلے کھڑے نماز اَدا فرما رہے ہیں۔

میں کچھ دیر کے لیے رُکا اور ان کی عبادت کا یکسوئی سے جائزہ لینے لگا۔ چنانچہ انھوں نے پہلے الحمد شریف مکمل فرمائی پھر سورۂ الہاکم التکاثر کا آغاز کیا۔ جب آخری آیت پر پہنچے:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ٥

پھر اُس دن تم سے (اللہ کی) نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

تو رو پڑے اور دیر تک روتے رہے۔ عالم یہ تھا کہ اسی آیت کو بار بار دہراتے اور دلگیر ہو کر اشک ریزیاں فرماتے۔ پھر میں اپنی اہم ضرورت کے لیے چل کھڑا ہوا۔ واپس آ کر دیکھتا ہوں تو وہ ابھی تک اسی حال میں مست ہیں۔ زبان سے اسی آیت کریمہ کی تکرار فرما رہے ہیں اور زار و قطار سسکیاں بھر رہے ہیں۔

میں نے دل میں سوچا کہ چلو آج دیکھتے ہیں کہ ان کا یہ حال کب تک رہتا ہے۔ چنانچہ انھیں روتے روتے سپیدۂ سحر نمودار ہو گیا۔ جب صبح ہونے کا اِحساس ہوا تو وہ سیدھے رکوع میں چلے گئے۔ اور میں نے اپنے گھر کا رخ کیا۔

جب وضو کر کے میں مسجد میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا ایک حلقہ لگا ہوا ہے اور وہ مجلس میں بیٹھے درس دے رہے ہیں۔ اور چہرے پر ایسی بشاشت و رعنائی ہے کہ جسے حیطہ بیان میں نہیں لایا جا سکتا، حالانکہ شب بھر وہ بیدار رہ کر محو عبادت رہے۔(۱)

---

(۱) موسوعۃ الاخلاق والزہد والرقائق: ۱۰۲۔

پہاڑ دھنکی ہوئی روئی بن جائیں گے

پانچویں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ (م ۱۰۱ھ) قرآن کریم کی نصیحت و موعظت سے لبریز آیتوں کو پڑھ کر بے حال اور بے قرار ہوجاتے تھے۔ ایک شب آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی :

یَومَ یَکُونُ النَّاسُ کَالُفَرَاشِ الُمَبُثُوثِ ، وَ تَکُونُ الُجِبَالُ کَالُعِهُنِ الُمَنُفُوشِ o (سورۃ القارعہ:۱۰۱/۴تا۵)

> (اس سے مراد) وہ یوم قیامت ہے جس دن (سارے) لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوجائیں گے۔ اور پہاڑ رنگ برنگ دھنکی ہوئی اُون کی طرح ہوجائیں گے۔

تلاوت کرنے کے بعد آپ زور سے چیخے اور اُچھل کر اس طرح گرے کہ معلوم ہوتا تھا دم نکل گیا ہے۔ پھر اس طرح ساکن ہوگئے کہ لگتا تھا ختم ہوگئے ہیں۔ پھر ہوش میں آئے دردناک نعرہ لگا کر کود ے، کود کر گھر میں دوڑنے لگے اور کہتے جاتے تھے۔ ''افسوس اس دن پر جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہوجائیں گے''۔ یہ حالت صبح تک قائم رہی، پھر اس طرح گرے کہ مردہ معلوم ہوتے تھے، یہاں تک کہ مؤذن کی آواز نے ہوشیار کیا۔

جب انسان پھیلے پتنگے ہوجائیں گے

حضرت یزید بن محمد بن مسلمہ بن عبدالملک سے منقول ہے کہ ہمیں ہمارے ایک غلام نے بتایا: حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے اِنتقال کے بعد ان کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت عبدالملک بہت زیادہ رویا کرتیں یہاں تک کہ ان کی بینائی جاتی رہی۔

ایک مرتبہ ان کے بھائی مسلمہ اور ہشام آئے اور کہنے لگے: پیاری بہن! آخر آپ اتنا کیوں روتی ہیں؟ اگر آپ اپنے شوہر کی جدائی پر روتی ہیں تو وہ واقعی ایسے مردِ مجاہد تھے کہ ان کے لیے جتنا رویا جائے کم ہے۔ اور اگر دنیوی مال و دولت کی کمی رلا رہی ہے تو ہم اور ہمارے اَموال سب آپ کے سامنے حاضر ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت عبدالملک علیہا الرحمہ نے فرمایا: میں ان دونوں باتوں میں سے کسی پر بھی نہیں رو رہی۔ خدا کی قسم! مجھے تو وہ عجیب وغریب اور درد بھرا منظر رُلا رہا ہے جو میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ایک رات دیکھا۔ اس رات میں یہ سمجھی کہ کوئی انتہائی ہولناک منظر دیکھ کر آپ کی یہ حالت ہوگئی ہے اور آج رات آپ کا انتقال ہو جائے گا۔

بھائیوں نے پوچھا: پیاری بہن! ہمیں بھی بتائیے کہ آپ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو اس رات کس حالت میں دیکھا۔ فرمایا: میں نے دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، جب قراءت کرتے ہوئے اِس آیت پر پہنچے :

یَـومَ یَکُونُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ، وَ تَکُونُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ ۝ (سورۂ قارعہ:۴،۵)

جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دُھنکی روئی۔

تو یہ آیت کریمہ پڑھتے ہی ایک زور دار چیخ مار کر فرمایا: ہائے! اس دن میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے! وہ دن کتنا کٹھن اور دشوار ہوگا۔ پھر منہ کے بل گر پڑے اور منہ سے عجیب وغریب آوازیں آنے لگیں، پھر آپ ساکت ہوگئے۔ میں سمجھی کہ شاید آپ کا دم نکل گیا ہے۔

کچھ دیر بعد آپ کو ہوش آیا تو فرمانے لگے: ہائے! اس دن کیسا سخت معاملہ ہوگا۔ اور چیختے چلاتے صحن میں چکر لگاتے ہوئے فرمایا: ہائے افسوس! اس دن میری ہلاکت ہوگی جس دن آدمی پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں

گے۔ ساری رات آپ کی یہی کیفیت رہی۔ جب صبح کی اَذانیں شروع ہوئیں تو آپ گر پڑے، میں سمجھی کہ شاید اب آپ کی روح پرواز کر گئی۔

اے میرے بھائیو! خدا کی عزت کی قسم! جب بھی مجھے وہ رات یاد آتی ہے تو میری آنکھیں بے اختیار آنسو بہانے لگتی ہیں، اور ہزار کوشش کے باوجود میں اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پاتی۔(۱)

انھیں روکو، ان سے پوچھ گچھ ہوگی

حضرت مقاتل بن حیان روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ کے پیچھے نماز پڑھی، جب وہ اس آیت پر پہنچے :

وَقِفُوھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُوْلُوْنَ o (سورۂ صافات:۳۷/۲۴)

اور انھیں (صراط کے پاس) روکو، اُن سے پوچھ گچھ ہوگی۔

تو اس آیت سے اس قدر متأثر ہوئے کہ اسی کو بار بار دہراتے رہے اور ان کے گریہ وبکا نے انھیں آگے نہ بڑھنے دیا۔(۲)

آپ جب نمازِ فجر پڑھ لیتے تو قرآنِ حکیم کو اپنی گود میں رکھ لیتے۔ دورانِ تلاوت آپ کے آنسوؤں سے داڑھی مبارک تر بتر ہوجاتی پھر جب کسی آیتِ خوف کی تلاوت فرماتے تو بار بار اس کو دہراتے رہتے اور بہت زیادہ رونے کی وجہ سے آپ اُس آیت سے آگے نہ بڑھ سکتے اور طلوع آفتاب تک آپ کی یہی کیفیت رہتی۔(۳)

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲/ ۲۰۷، ۲۰۸۔

(۲) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۱/ ۹۸ حدیث: ۹۳۔

(۳) الروض الفائق فی المواعظ والرقائق: ۲۵۸...... الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۵/ ۳۱۱...... حلیۃ الاولیاء: ۵/ ۳۴۹ حدیث: ۷۳۵۲۔

ہم، تم سب پر گواہ ونگہبان ہیں

منقول ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی :

وَ مَا تَکُونُ فِي شَأنٍ وَ مَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَ لاَ تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إلاَّ كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوداً اِذْ تُفِيْضُونَ فِيْهِ o (سورۂ یونس:۱۰/۶۱)

> اور (اے حبیبِ مکرم!) آپ جس حال میں بھی ہوں اور آپ اس کی طرف سے جس قدر بھی قرآن پڑھ کر سناتے ہیں اور (اے امتِ محمدیہ!) تم جو عمل بھی کرتے ہو مگر ہم (اس وقت) تم سب پر گواہ ونگہبان ہوتے ہیں جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو۔

تو اس شدت سے گریہ وبکا کرنے لگے کہ گھر والوں نے آپ کی آواز سن لی۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ حاضر ہوگئیں اور آپ کے رونے کے سبب خود بھی وہیں بیٹھ کر رونے لگیں۔ پھر ان دونوں کا رونا سن کر سارا گھر آہ وزاری کرنے لگا۔

آپ کے بیٹے عبد الملک نے آ کر دیکھا کہ گھر میں ایک کہرام مچا ہوا ہے اور ہر آنکھ نم ہے تو عرض کی: اے ابا جان! کس چیز نے آپ کو رلا دیا ہے؟۔

فرمایا: اے میرے بیٹے! تیرے باپ کی خواہش تھی کہ نہ وہ دنیا کو پہچانے اور نہ ہی دنیا اس کو پہچانے؛ لیکن اللہ کی قسم! اب تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں جہنمیوں میں نہ ہو جاؤں۔(۱)

---

(۱) الروض الفائق فی المواعظ والرقائق: ۲۵۸......موسوعۃ لابن ابی الدنیا: ۳/۱۸۷۔

اس وقت وہ ہلاکت کو پکاریں گے

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی مجلس میں حاضر باش رہنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کسی ایک قاری نے ان کی مجلس میں مندرجہ ذیل آیت تلاوت کی :

وَ إِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَاناً ضَيِّقاً مُقَرَّنِيْنَ دَعَوا هُنَالِكَ ثُبُورًا o (سورۂ فرقان: ۱۳/۲۵)

اور جب وہ اس میں کسی تنگ جگہ سے زنجیروں کے ساتھ جکڑے ہوئے (یا اپنے شیطانوں کے ساتھ بندھے ہوئے) ڈالے جائیں گے اس وقت وہ (اپنی) ہلاکت کو پکاریں گے۔

اتنا سننا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ زاروقطار رونے لگے، اور اتنا روئے کہ آواز بلند تر ہوگئی اور گھگی بندھ گئی۔ پھر لوگوں کو اسی حال میں چھوڑ کر مجلس سے اُٹھے، اور گھر کے اندر تشریف لے گئے، پھر آہستہ آہستہ پوری مجلس برخواست ہوگئی۔(۱)

رب کا عذاب، واقع ہو کر رہے گا

حضرت ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت مالک بن دینار کی معیت میں حضرت حسن بصری (م ۱۱۰ھ) کے پاس گیا۔ ہم نے دیکھا کہ مجلس میں ایک شخص آپ کے پاس بیٹھ کر سورۂ والطّور کی تلاوت کر رہا ہے۔ جب قاری اس آیت پر پہنچا :

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ o (سورۂ طور: ۵۲/۷تا۸)

بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

---

(۱) الرقۃ والبکاء ۱/۱۶......البکاء من خشیۃ اللہ عتیمی :۱۳۔

تو حضرت حسن بصری زاروقطار رونے لگے، ساتھ میں آپ کے ہم مجلس بھی رو پڑے، اور حضرت مالک بن دینار نہ صرف روئے بلکہ تڑپتے تڑپتے بے ہوش ہوگئے۔(۱)

ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں

حضرت صالح، حضرت خلید بن حسان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سخت گرمیوں میں بھی نفلی روزے رکھا کرتے۔

ایک دن ہم اِفطاری کے وقت کھانا لے کر ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جب آپ نے ہمارے کھانے سے روزہ اِفطار کرنا چاہا تو کسی نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کردی :

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالاً وَّ جَحِيْمًا وَّ طَعَامًا ذَاغُصَّةٍ وَّ عَذَابًا أَلِيْمًا o (سورۂ مزمل:۱۲، ۱۳)

بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں، اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اوردردناک عذاب۔

یہ آیت سنتے ہی آپ نے اپنا ہاتھ کھانے سے روک لیا اور ایک لقمہ بھی تناول نہ کیا اورفرمایا: یہ کھانا میرے سامنے سے ہٹالو۔

دوسرے دن پھر آپ نے روزہ رکھا۔ افطار کے وقت جب آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ کو پھر وہی آیت یاد آگئی۔ آپ نے ایک لقمہ بھی نہ کھایا اورفرمایا: یہ کھانا مجھ سے دور لے جاؤ۔

آپ کے صاحبزادے نے جب آپ کی یہ حالت دیکھی کہ آپ نے بغیر کھائے پیے تین دن گزار دیے ہیں تو وہ بہت پریشان ہوئے اور زمانے کے مشہور بزرگ حضرت

---

(۱) تفسیر قرطبی: ۶۲/۱۷۔

ثابت بنانی، یحییٰ بکا اور دیگر اولیاے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ لوگ جلد از جلد میرے والد کی مدد کیجیے، انھوں نے مسلسل تین دن صرف چند گھونٹ پانی پی کر روزہ رکھا ہے، اور تین دن سے کھانے کا ایک لقمہ تک نہیں کھایا۔ ہم جب بھی ان کے سامنے سحری یا افطاری کے لیے کھانا پیش کرتے ہیں تو انھیں قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ یاد آجاتی ہے :

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالاً وَّ جَحِيْمًا وَّ طَعَامًا ذَاغُصَّةٍ وَّ عَذَابًا أَلِيُمًا ٥ (سورۂ مزمل: ۱۲، ۱۳)

بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں، اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

اور آپ کھانا کھانے سے اِنکار کردیتے ہیں۔ خدارا! جلدی چلئے اور یہ معاملہ حل فرمایئے۔ یہ سن کر تمام حضرات حضرت حسن بصری کی خدمت میں آئے۔ جب اِفطاری کا وقت ہوا تو پھر آپ کو مذکورہ آیت یاد آگئی اور آپ نے کھانا کھانے سے انکار دیا؛ لیکن جب حضرت ثابت بنانی، حضرت یحییٰ اور دیگر بزرگوں نے پیہم اِصرار کیا تو آپ بمشکل ستو ملا پانی پینے پر راضی ہوئے اور ان لوگوں کے اِصرار پر تیسرے دن ستو ملا ہوا شربت پیا۔(۱)

اور اُس دِن ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا!

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

وَ اتَّقُوا يَوماً تُرُجَعُونَ فِيُهِ إِلَى اللّٰهِ، ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفُسٍ مَّا كَسَبَتُ وَهُمُ لاَ يُظُلَمُونَ ٥ (سورۂ بقرہ: ۲/۲۸۱)

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۱/۳۷۰ تا ۳۷۱۔

> اوراس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص کو جو کچھ عمل اس نے کیا ہے اس کی پوری پوری جزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: یہ وہی نصیحت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمائی ہے۔ اوراس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ولی شہد کی نہر سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، حورِعین اسے جام دے رہی ہوگی اور یہ دونوں نعمت وسرور میں ہوں گے۔

حورِعین کہے گی: اے اللہ کے دوست! کیا تمہیں پتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرا نکاح تمہارے ساتھ کب کیا تھا؟۔ وہ کہے گا: نہیں مجھے کچھ پتا نہیں۔ تو وہ کہے گی: ایک دن سخت گرمی میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں شدتِ پیاس کے عالم میں پایا تو فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے فرمایا :

اے میرے فرشتو! ذرا میرے اس بندے کی طرف دیکھو جس نے اپنی خواہش نفس، اور کھانے پینے کو میرے انعامات کی لالچ میں چھوڑ دیا ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔ تو اسی دن اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما کر مجھے تمہاری زوجیت میں دے دیا تھا۔(۱)

جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی....

حضرت حارث بن سعید روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ (م۱۲۷ھ) کی مجلس میں موجود تھے اور ایک قاری قرآن کریم کی تلاوت سے دلوں کو محظوظ کررہا تھا۔ پھر اس نے سورۂ زلزال پڑھنا شروع کردی، یہ سن کر حضرت مالک بن دینار پر کپکپی طاری ہوگئی اور دیگر اہل مجلس چیخنے اور چلانے لگے۔

---

(۱) بحر الدموع ابن الجوزی مترجم: ۳۲/۳۔

پھر جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچا :

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡراً یَّرَہٗ o

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

تو خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ حضرت مالک بن دینار زار و قطار رونے لگے، آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں، اور بالآخر آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ پھر ایک مردہ لاش کی طرف مجلس سے اُٹھا کر آپ کو (منزل تک) پہنچایا گیا۔(۱)

جسے کوئی دفع کرنے والا نہیں!

حضرت ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت مالک بن دینار کی معیت میں حضرت حسن بصری کی بارگاہ میں ہوا۔ جب وقت ہم ان کے پاس پہنچے وہ ایک خوش الحان قاری سے قرآن کریم کی تلاوت سن رہے تھے۔ جب اس نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی :

إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ o مَا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ o (سورۂ طور: ۷،۸)

بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

اس آیت کو سنتے ہی حضرت حسن بصری زار و قطار رونے لگے، انھیں دیکھ کر مجلس میں موجود دیگر حضرات بھی گریہ کناں ہوگئے؛ مگر حضرت مالک بن دینار کا حال یہ تھا کہ وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔(۲)

---

(۱) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۹۴/ رقم: ۸۹۔

(۲) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۹۶/ حدیث: ۹۱۔

اللہ کی طرف سے غیر متصور‘ عذاب

حضرت یحییٰ بن فضل ابیسی کہتے ہیں کہ حضرت محمد بن منکدر (م۱۳۰ھ) کے کسی تذکرہ خواں نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک دورانِ نماز سسکنے لگے، پھر گریہ وبکا شروع کردی اور اتنا روئے کہ اَفرادِ خانہ گھبرا گئے، اور بے تابانہ ان سے وجہِ گریہ پوچھنا شروع کردیا، آپ نے ان کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور سلسلہ آہ وبکا جاری رکھا، چنانچہ حضرت ابوحازم کو معاملہ کو بلوایا گیا۔

چنانچہ حضرت ابوحازم تشریف لائے، آپ نے بھی انھیں روتا ہوا پا کر رونے کا سبب پوچھا کہ میرے بھائی! آخر کس چیز نے آپ کو اِتنا رونے پر مجبور کیا کہ پورا گھر پریشان ہوگیا ہے۔

آپ نے فرمایا: دراصل دورانِ نماز قرآنِ حکیم کی ایک ایسی آیت سے میرا گزر ہوا جس نے بے ساختہ مجھے رلا دیا۔ پوچھا: کون سی آیت؟۔ فرمایا:

وَ بَدَا لَھُمۡ مِنَ اللّٰہِ مَا لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ o (سورۂ زمر:۳۹/۴۷)

اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے وہ (عذاب) ظاہر ہوگا جس کا وہ تصور بھی نہیں کرتے تھے۔

یہ سن کر حضرت ابوحازم بھی رو پڑے اور دونوں کے گریہ وبکا کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ گھر والوں میں سے کسی نے حضرت ابوحازم سے عرض کیا کہ حضور! ہم نے تو آپ اس لیے بلایا تھا کہ آپ ان کا کچھ غم ہلکا کردیں گے؛ مگر آپ نے تو ان کا دردوسوز اور بھی بڑھا دیا۔ چنانچہ انھوں نے افرادِ خانہ کو واقعہ کی نوعیت سے آگاہ کیا۔(۱)

---

(۱) صفۃ الصفوۃ:۱/۱۶۰۔

اور اسے حلق سے نیچے نہ اُتار سکے گا

حضرت صالح المری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: معروف بزرگ حضرت عطا سلمی (بعد۱۴۰ھ) بہت زیادہ مجاہدہ وریاضت کیا کرتے تھے، کثرتِ عبادت وروزہ کی وجہ سے ان کا جسم کافی کمزور ہوگیا تھا۔

میں نے ان سے کہا: آپ نے اپنے نفس کو بہت زیادہ تکلیف میں ڈال رکھا ہے، میں آپ کے لیے کچھ چیزیں بھیجواؤں گا، اگر آپ کی نظروں میں میری کچھ قدر ومنزلت ہے تو انھیں واپس نہ کیجیے گا۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔

چنانچہ میں نے گھی اور ستو کا بنا ہوا تھوڑا سا شربت اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: یہ حضرت عطا سلمی کے پاس لے جاؤ، جب تک وہ یہ شربت پی نہ لیں واپس نہ آنا۔ میرا بیٹا شربت لے کر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ حضرت عطا سلمی نے شربت پی لیا ہے۔

دوسرے دن پھر شربت بھیجوایا تو انھوں نے نہ پیا۔

میں ان سے کہا: آپ نے شربت کیوں نہیں پیا؟ اس کے استعمال سے آپ کے جسم کو تقویت ملتی، نماز وروزہ اور دیگر عبادات پر قدرت حاصل ہوتی!۔

فرمایا: اے ابو بشر! اللہ تمہارا بھلا کرے، جب پہلے دن تم نے شربت بھیجوایا تو میں نے پی لیا۔ دوسرے دن بھی وہی عمدہ وخوشگوار شربت آیا تو میرے نفس نے اس کی طرف رغبت کی، جب میں نے اسے پینے کے لیے اپنے منہ سے قریب کیا تو اچانک یہ آیت کریمہ یاد آگئی :

یَتَـجَرَّعُهُ وَ لاَ یَكَادُ یُسِیْغُهُ وَ یَأتِیْهِ المَوتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَیِّتٍ وَ مِنْ وَّرَائِهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ o (سورۂ ابراہیم:۱۴/۱۷)

جسے وہ بمشکل ایک ایک گھونٹ پیے گا اور اسے حلق سے نیچے اتار نہ سکے گا، اور

> اسے ہر طرف سے موت آ گھیرے گی اور وہ مر (بھی) نہ سکے گا، اور (پھر) اس کے پیچھے (ایک اور) بڑا ہی سخت عذاب ہوگا۔

اس آیت کریمہ کے یاد آتے ہی مجھ سے وہ شربت پیا نہ گیا۔ حضرت صالح المری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عطا سلمی کی یہ بات سن کر میں نے روتے ہوئے کہا: اے عطا سلمی! آپ کسی اور وادی میں ہیں اور میں کسی اَور وادی میں!۔(۱)

جس دن کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے

حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ (م ۱۴۳ھ) وقت کے عظیم زاہد و عابد ہوئے ہیں۔ حضرت معمر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ نماز عشا کے بعد میرے بغل میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے لگے۔ میں نے سنا کہ وہ نماز میں سورۂ ملک کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ پھر جس وقت وہ اس آیت پر پہنچے:

> فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ٥ (سورۂ ملک: ۶۷/ ۲۷)
>
> پھر جب اس (دن) کو قریب دیکھ لیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ کر سیاہ ہوجائیں گے۔

تو بار بار اسی ایک آیت کی تکرار کرنے لگے، اِدھر مسجد دھیرے دھیرے خالی ہوتی گئی، لوگ اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور میں نے بھی بالآخر اپنے مکان کی راہ لی۔

جب نمازِ فجر کی اذان دینے کے لیے میں مسجد کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سلیمان تیمی تاہنوز اپنی جگہ بالکل اسی طرح کھڑے ہیں جیسے میں انھیں گزشتہ رات چھوڑ کر گیا تھا، اور ان کی زبان سے بار بار وہی مذکورہ آیت نکل رہی ہے، اس سے آگے بڑھنے کا ان کے اندر یارا ہی نہ تھا۔(۲)

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲/ ۳۰۹، ۳۱۰۔ (۲) موسوعۃ الخطب والدروس: ۱/ ۲۰۔

راتوں رات جاگنے والا اِمام

مشہور محدث حضرت مسعر بن کدام علیہ الرحمہ (م ۱۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رات کو مسجد میں داخل ہوا تو کسی کے قرآن کریم پڑھنے کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ قراءت میں اس قدر شیرینی و دل کشی اور سوز و گداز تھا کہ میں کھڑے ہو کر سنتا رہا؛ یہاں تک کہ ایک منزل پوری ہو گئی، تو میں نے سمجھا کہ اب رکوع فرمائیں گے مگر وہ برابر پڑھتے رہے حتیٰ کہ پورا قرآن مجید ایک ہی رکعت میں ختم ہو گیا۔ جب میں نے ان کے قریب جا کر غور سے دیکھا تو وہ امام اعظم ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) تھے۔

اسی طرح محدث زائدہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے حضرت امام ابوحنیفہ کے ساتھ عشا کی نماز ادا کی۔ چوں کہ مجھے تنہائی میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا اس لیے میں انتظار میں بیٹھا رہا، جب سارے نمازی مسجد سے چلے گئے تو امام ابوحنیفہ نے یہ سمجھ کر کہ اب مسجد میں کوئی نہیں ہے نمازِ نفل شروع کر دی اور اس میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ جب **فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَينَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ** کی آیت پر پہنچے تو اسی آیت کی بار بار تکرار کرتے رہے حتیٰ کہ فجر کی اذان ہو گئی۔

یوں ہی استاذ حدیث حضرت قاسم بن معین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک رات امام ابوحنیفہ نے نماز نفل میں ”**بَلِ السَّاعَةُ مَوعِدُهُمُ وَالسَّاعَةُ اَدُهیٰ وَ اَمَرُّ**“ کی آیت کو بار بار پڑھتے اور روتے روتے صبح کر دی۔

ایک برگزیدہ بزرگ حضرت یزید کمیت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نمازِ عشا میں امام نے سورۂ اذا زلزلت پڑھی، حضرت امام ابوحنیفہ بھی جماعت میں شریک تھے، نماز ختم ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ کسی فکر میں غرق ہو کر بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں۔

قندیل میں تیل بہت تھوڑا تھا؛ اس لیے میں چپکے سے قندیل روشن چھوڑ کر چلا آیا،

پھر جب صبح صادق ہونے کے وقت میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں کہ اے ذرہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے! اور اے ذرہ بھر بدی کا برا بدلہ دینے والے!! تو اپنے بندے نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ) کو جہنم کی آگ سے بچالے اور اپنی رحمت کی بھرن اس پر برسا دے۔

پھر میں نے فجر کی اذان دی تو امام ابوحنیفہ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے خبردار کسی سے ذکر مت کرنا۔

یہ کہہ کر فجر کی سنت پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے، میں نے تکبیر پڑھی تو جماعت میں شریک ہوئے اور ہمارے ساتھ فجر کی نماز عشا کے وضو سے ادا فرمائی۔(۱)

ہر کسی کا گزر دوزخ پر ہونا ہے

حضرت عاصم بن محمد علیہ الرحمہ (م۱۶۰ھ قریباً) فرماتے ہیں کہ میرا کھاتا دار ایک یہودی تھا۔ میں نے اسے مکہ مکرمہ میں گڑگڑاتے اور عاجزی کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے دیکھا تو اس کے حسن اسلام نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے اس سے اسلام لانے کا سبب دریافت کیا تو وہ کہنے لگا:

میں ابواسحٰق آجری نیشاپوری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اینٹوں کی بھٹی کی آگ کو بھڑکا رہے تھے۔ میں اس وقت دراصل ان سے اپنے قرض کا تقاضا کرنے گیا تھا۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا: مسلمان ہوجاؤ اور اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ تو میں نے کہا: اے ابواسحٰق! تمہیں میرے اسلام نہ لانے پر کیا تکلیف ہے، تم بھی تو دوزخ میں جاؤگے۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا: شاید تمہاری مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے:

---

(۱) تبصرۂ بغداد:۳۶ بحوالہ روحانی حکایات:۷۰۔

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا o (سورۂ مریم:۱۹/۷۱)

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔

میں نے کہا: ہاں ! ۔ تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: اپنے کپڑے مجھے دے دو۔

میں نے جب اپنا کپڑا انھیں دیا تو انھوں نے میرے کپڑے کو اپنے کپڑے میں لپیٹ کر دہکتے ہوئے تنور کے اندر ڈال دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ خود وجد میں آ گئے اور بلند آواز سے روتے ہوئے تنور کے اندر کود پڑے۔ تنور سے آگ بھڑکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد تنور کے دوسرے رخ سے وہ کپڑے لے کر باہر نکل آئے۔ ان کے اس عمل نے مجھے مبہوت کر کے رکھ دیا۔

میں حیرانگی کے عالم میں دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے ہاتھ میں کپڑے کی گٹھری بالکل اسی طرح صحیح سلامت موجود تھی جیسے آگ میں ڈالنے سے پہلے تھی۔ جب انھوں نے گٹھری کو کھولا تو میرا کپڑا مکمل طور پر ان کے کپڑے میں لپٹا ہونے کے باوجود جل کر کوئلہ ہو چکا تھا جب کہ ان کا کپڑا ایسا صحیح سالم تھا جیسے اسے آگ نے چھوا تک نہیں!۔

اس کے بعد انھوں نے فرمایا: دیکھ لیا نا، اس آیت سے یہی مراد ہے۔ ان کی یہ زندہ کرامت دیکھنے کے بعد میں فوراً انہی کے ہاتھوں پر مسلمان ہو گیا۔(۱)

کیا ہم اُن کی سرگوشیاں نہیں سنتے !

حضرت خالد بن صقر سدوسی روایت کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کے خاص الخاص میں تھے۔ ایک مرتبہ دوپہر کے وقت وہ حضرت سفیان سے ملنے گئے۔ دروازے پر دستک دی تو کسی عورت نے دروازہ کھولا۔ فرماتے ہیں کہ جس

---

(۱) بحر الدموع ابن الجوزی مترجم: ۳/۲۸۔

وقت میں گھر کے اندر داخل ہوا، تو دیکھا کہ آپ یہ آیت پڑھ رہے ہیں :

أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لاَ نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوَاهُمْ o (سورۂ زخرف:۸۰/۴۳)

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ باتیں اور ان کی سرگوشیاں نہیں سنتے ؟۔

پھر خود ہی فرماتے : کیوں نہیں اے پروردگار! کیوں نہیں میرے مالک ومولا!! پھر پھوٹ پھوٹ کر روتے، لمبی لمبی سانسیں لیتے، گھر کی چھت پر نگاہیں جمائے ہوتے، اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ رہا ہوتا۔

میں بیٹھ کر ان کی یہ کیفیات دیکھتا رہا، پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے، میرے ساتھ نشست کی اور پوچھا: آپ کب تشریف لائے، معاف کیجیے گا مجھے آپ کے آنے کا مطلق علم نہ ہوا۔(۱)

اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو!

حضرت ابراہیم بن بشار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ (م۱۶۲ھ) کے ساتھ تھا۔ ہم ایک صحرا میں پہنچے، وہاں ایک اونچی قبر تھی۔ حضرت ابراہیم بن ادہم اس قبر کو دیکھ کر رونے لگے۔

میں نے پوچھا: حضور! یہ کس کی قبر ہے؟۔

فرمایا: یہ حمید بن جابر کی قبر ہے جو اِن تمام شہروں کے حاکم تھے۔ پہلے یہ دنیاوی دولت کے سمندر میں غرق تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں ہدایت عطا فرمائی، اور ان کا شمار اہل اللہ میں ہونے لگا۔

مجھے ان کے متعلق خبر ملی کہ ایک رات وہ اپنی لہو ولعب کی محفل میں مست تھے، دنیا کی

---

(۱) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۳۰۹/۱ حدیث: ۲۹۲۔

دولت و آسائش کے دھوکے میں تھے، جب کافی رات بیت گئی تو اپنی سب سے زیادہ محبوب اہلیہ کے ساتھ خواب گاہ میں گئے اور خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگے۔

اسی رات انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لیے ان کے سرہانے کھڑا ہے۔ انھوں نے اس سے وہ کتاب طلب کی اور اس کو کھولا تو سنہرے حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی :

> (اے ابراہیم!) باقی رہنے والی اشیا پر فانی اشیا کو ترجیح نہ دے۔ اپنی بادشاہی، اپنی طاقت، اپنے خدام اور اپنی نفسانی خواہشات سے ہرگز دھوکا نہ کھا، اور اپنے آپ کو دنیا میں طاقت ور نہ سمجھ، اصل طاقتور ذات تو وہ ہے کہ جو معدوم نہ ہو۔ اصل بادشاہی تو وہ ہے جسے کبھی زوال نہ ہو، حقیقی فرحت وخوشی تو وہ ہے جو بغیر لہو ولعب کے حاصل ہو؛ لہٰذا اپنے رب کے حکم کی طرف جلدی کر، بے شک فرمانِ باری تعالیٰ ہے :
>
> وَ سَارِعُوا إلٰی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالأرْضُ، أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ o (سورہ آل عمران:۱۳۳/۳)
>
> اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں، پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ سننے کے بعد ان کے دل کی کیفیت دگرگوں ہوگئی۔ پھر جب اُن کی آنکھ کھلی تو وہ بہت خوفزدہ تھے۔ کہنے لگے: ہونہ ہو یہ خواب اللہ کی طرف سے میرے لیے تنبیہ ونصیحت ہے۔

یہ کہہ کر اپنی بادشاہت کو چھوڑا اور اپنے ملک سے نکل کر ایسی جگہ آ گئے جہاں کوئی انھیں پہچان نہ سکے۔ اور پھر انھوں نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت وریاضت شروع کر دی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم فرماتے ہیں کہ جب مجھے ان کی زندگی کے اس انقلاب کا علم ہوا تو میں ان کے پاس آیا اور ان سے ان کے حالات دریافت کیے تو انھوں نے مجھے اپنا یہ واقعہ سنایا اور میں نے انھیں اپنے سابقہ حالات کے بارے میں بتایا، پھر ان کے انتقال تک میں اکثر ان کے پاس ملاقات کے لیے جایا کرتا تھا، بالآخر ان کا انتقال ہو گیا اور انھیں اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ تو دراصل یہ انہیں کی قبر ہے۔(۱)

ہم تمہارے اَعمال لکھواتے جاتے ہیں

ایک مرتبہ وقت کے مشہور قاری شیخ مضر نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

هٰذَا كِتَابٌ يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ o (سورۂ جاثیہ:۲۹/۲۵)

یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلے میں بالکل ٹھیک بول رہا ہے اور ہم تمہارے اعمال کو لکھواتے جاتے تھے۔

یہ آیت سن کر حضرت عبد الواحد بن زید (م۱۷۷ھ) زار و قطار رونے لگے اور اتنا روئے کہ بے ہوش ہو گئے، جب اِفاقہ ہوا تو کہنے لگے قسم ہے تیری عزت کی! جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا تو اِطاعت پر میری مدد فرما، اور مجھے توفیق خیر سے نواز۔(۲)

نیکوکار جنت میں، بدکار دوزخ میں

روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ اور بڑے بڑے اکابر

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم:۷۹تا۸۰۔

(۲) احیاء علوم الدین:۱۸۴/۴۔

اولیاء اللہ جب درجِ ذیل آیت کریمہ پڑھتے :

اِنَّ الاَبْرَارَ لَفِی نَعِیْمٍ ٥ وَ اِنَّ الفُجَّارَ لَفِی جَحِیْمٍ ٥ (سورۂ انفطار: ۸۲/ ۱۳، ۱۴)

بے شک نیکوکار جنتِ نعمت میں ہوں گے۔ اور بیشک بدکار دوزخ (سوزاں) میں ہوں گے۔

تو رو پڑتے؛ یوں ہی حضرت عبد اللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) یہ آیت کریمہ پڑھنے کے بعد بے اختیار روتے۔ ایک مرتبہ اسے پڑھتے ہی بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو کہا: معلوم نہیں کہ ہمارا شمار کن لوگوں میں ہوگا!۔

جب باپ بیٹے کا بدلہ نہ دے سکے گا!

حضرت ضیغم بن مالک (م ۱۸۱ھ) کہتے ہیں کہ مجھ سے حکم بن نوح نے کہا کہ ایک رات حالتِ قیام میں آپ کے والد شروع شب سے لے کر آخیر شب تک مسلسل روتے رہے، اس میں نہ کوئی سجدہ کیا اور نہ رکوع، اور ہم اس وقت بحری سفر میں تھے۔

جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا: اے مالک! بلا نماز و دعا آپ کی شب اتنی طویل کیوں ہو گئی تھی؟ تو انھوں نے روتے ہوئے جواب دیا: کاش! لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ کل ان کا کس سے واسطہ پڑنا ہے تو ان کی زندگی اَجیرن بن جاتی، اور عیش و مستی کے کبوتر ان کے ہاتھوں سے اُڑ جاتے۔

قسم بخدا! جب میں نے رات کی دہشت، اور اس کی گھنگھور سیاہی دیکھی تو مجھے عرصہ محشر میں کھڑے ہونا اور وہاں کی مشکل گھڑی یاد آ گئی، جس دن کہ ہر شخص کو صرف اپنی پڑی ہو گی اور وہ خود اپنے آپ ہی کو کوس رہا ہو گا۔ اللہ فرماتا ہے :

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمْ وَ اخْشَوا یَوماً لَّا یَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهٖ

وَ لاَ مَولُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهٖ شَيئاً o (سورۂ لقمان: ۳۳/۳۱)

> اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہیں دے سکے گا اور نہ کوئی ایسا فرزند ہوگا جو اپنے والد کی طرف سے کچھ بھی بدلہ دینے والا ہو۔

یہ کہہ کر آپ نے ایک ٹھنڈی سانس لی، بے ساختہ زمین پر گر پڑے اور دیر تک تڑپتے رہے۔(۱)

اُس دن ظالموں کا کوئی دوست نہ ہوگا!

حضرت صالح مری علیہ الرحمہ (م ۱۷۲ھ) ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انھوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نوجوان سے کہا کہ کوئی آیت پڑھو، تو اس نے یہ آیت پڑھ دی :

وَ اَنْذِرْهُمْ يَومَ الاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ، مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لاَ شَفِيْعٍ يُّطَاعُ o (سورۂ مومن: ۱۸/۴۰)

> اور آپ اُن کو قریب آنے والی آفت کے دن سے ڈرائیں جب ضبطِ غم سے کلیجے منہ کو آئیں گے۔ ظالموں کے لیے نہ کوئی مہربان دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا: کوئی ظالم کا دوست یا مددگار کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا؟۔ بے شک تم سرکشی کرنے والے گنہ گاروں کو دیکھو گے کہ انھیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں ہوں گے۔ ان کے جسم بوجھل، چہرے سیاہ، اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔ وہ پکار کر کہیں گے: ہم

---

(۱) صفۃ الصفوۃ: ۳۹۱/۱۔

ہلاک ہوگئے، ہم برباد ہوگئے!۔ آخر ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے، ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے اور آخر کار ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟۔

فرشتے انھیں آگ کے کوڑوں سے ہانکیں گے، کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انھیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو رو کر ان کے آنسو خشک ہوجائیں گے تو خون کے آنسو رونا شروع کردیں گے۔ ان کے دل دہل جائیں گے اور وہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں ہوں گے۔ اگر کوئی انھیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا۔ نہ دل کو سنبھال سکے گا، اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہوجائے گا۔

یہ کہنے کے بعد حضرت صالح مری علیہ الرحمہ پھوٹ پھوٹ کر گریہ وزاری کرنے لگے اور پھر آہ بھر کر کہنے لگے: افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا وہ۔ یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔

اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا: حضور! کیا یہ سارا منظر بروزِ قیامت ہوگا؟۔ آپ نے فرمایا: ہاں! اور یہ منظر زیادہ طویل نہ ہوگا؛ کیوں کہ جب انھیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہوجائیں گی۔

یہ سن کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا: افسوس! میں نے اپنی ساری زندگی غفلتوں کی نذر کردی۔ افسوس! میں کوتاہیوں کا شکار رہا۔ افسوس! میں نے اپنے پروردگار کی حکم عدولی کی۔ آہ! میں نے اپنی زندگی فضول وعبث گنوادی۔ یہ کہہ کر زار وقطار رونے لگا۔

کچھ دیر کے بعد مناجاتی انداز میں عرض کرتا ہے: اے میرے پروردگار! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لیے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں، مجھ سے جو برائیاں سرزد ہوگئی ہیں انھیں معاف فرما کر مجھے قبول کرلے۔ مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا فضل وکرم فرما اور ہمیں اپنی سخاوت سے مالا مال کردے۔ یا ارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی گٹھری تیرے سامنے رکھ دی ہے اور صدق دل سے تیری

بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اگر آج تو نے مجھے قبول نہیں کیا تو پھر میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

اتنا کہہ کر وہ نوجوان غش کھا کر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور چند روز تک بستر علالت پر گزار کر انتقال کر گیا۔ اس کے جنازے میں کثیر لوگوں نے شرکت کی، اور رو رو کر اس کے لیے دعائیں کی گئیں۔

حضرت صالح مری علیہ الرحمہ اس نوجوان کا ذکر اکثر اپنے وعظ میں کیا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے حضرت صالح مری کی محفل سے بہت سی برکتیں ملیں اور انجام کار مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا۔(۱)

کاش! ہم نے اللہ و رسول کا کہا مانا ہوتا!!

حضرت صالح المری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے ایک بزرگ کے روبرو یہ آیت کریمہ پڑھی :

یَومَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُم فِی النَّارِ یَقُولُونَ یَا لَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا
الرَّسُولاَ ۝ (سورۂ احزاب: ۶۶/۳۳)

جس دن ان کے منہ آتش دوزخ میں (بار بار) الٹائے جائیں گے (تو) وہ کہہ رہے ہوں گے: اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی ہوتی!۔

یہ آیت سن کر وہ بزرگ بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب اِفاقہ ہوا تو کہنے لگے: اے صالح! کچھ اور پڑھو، مجھے تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ چنانچہ میں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی :

---

(۱) کتاب التوابین: ۲۵۰ تا ۲۵۲۔

كُلَّمَا اَرَادُوا اَنْ يَّخْرُجُوا مِنْهَا اُعِيْدُوا فِيهَا o (سورۂ حم سجدہ:۳۲/۲۰)

وہ لوگ جب تکلیف سے (گھبرائیں گے اور) اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں ڈھکیل دیے جائیں گے۔

اس آیت پاک کا ان کے کانوں میں پڑنا تھا کہ وہ تڑپے اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔(۱)

پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے

حضرت صالح المری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوالعباس محمد بن صبیح ابن السماک (م۱۸۳ھ) ہمارے یہاں تشریف لائے اور کہنے لگے کہ تم اپنے دیار کے عابدین کے عجائبات دکھاؤ۔

چنانچہ میں انھیں لے کر ایک شخص کے پاس گیا۔ وہ ایک محلّہ کی بوسیدہ سی جھونپڑی میں مقیم تھا، ہم نے اس سے داخلے کی اِجازت چاہی۔ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک شخص چٹائی بنا رہا ہے۔ میں نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی :

اِذِ الاَغْلاَلُ فِی اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلاَسِلُ يُسْحَبُونَ، فِی الحَمِيْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ يُسْجَرُوْنَ o (سورۂ غافر:۴۰/۷۱، ۷۲)

جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے کھولتے ہوئے پانی میں، پھر آگ میں (ایندھن کے طور پر) جھونک دیے جائیں گے۔

اتنا سننا تھا کہ اس شخص نے ایک زور کی چیخ ماری اور وہیں بے ہوش ہو گیا۔ ہم اسے اسی حالت پر چھوڑ کر باہر نکل آئے۔ اور ایک دوسرے شخص کے پاس پہنچے۔

---

(۱) احیاء علوم الدین مترجم:۴/۲۸۵۔

اس کے سامنے بھی میں نے یہی آیت تلاوت کی ۔ تو وہ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ اسے بھی ہم نے اس کے حال پر چھوڑا اور تیسرے شخص کے پاس پہنچے، اور اندر داخل ہونے کی اِجازت مانگی۔

اس نے کہا: اگر تم ہمیں ہمارے رب سے غافل نہ کرو تو آ جاؤ۔ ہم اندر پہنچے، اور اس کے سامنے میں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی :

ذَٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِی وَ خَافَ وَعِیْدِ ٥ (سورۂ ابراہیم: ۱۴/۱۴)

یہ (وعدہ) ہر اُس شخص کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور
میرے وعدہ (عذاب) سے خائف ہوا۔

یہ آیت سن کر وہ شخص چیخ اُٹھا، اس کے نتھنوں سے خون بہنے لگا، اور اسی خون میں تڑپنے لگا؛ یہاں تک کہ خون نکلنا بند ہوگیا۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ کر باہر نکل آئے۔

اس دن میں حضرت ابن السماک کو چھ آدمیوں کے پاس لے کر گیا، اور سب تقریباً اسی کیفیت سے دوچار ہوئے۔ آخر میں ہم ساتویں فرد کے پاس پہنچے۔

اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اندر سے کسی عورت نے جواب دیا: آ جاؤ۔ ہم اندر پہنچے اور دیکھا کہ ایک نحیف و نزار بوڑھا مصلّٰی بچھائے بیٹھا ہے۔

ہم نے اسے سلام کیا؛ مگر اسے کوئی اِحساس نہ ہوا۔ میں نے بلند آواز سے کہا: 'آگاہ رہو کل لوگوں کو کھڑا ہونا ہے'۔ یہ سن کر اس بوڑھے نے پوچھا: کمبخت کس کے سامنے کھڑا ہونا ہے؟۔

اس سوال کے بعد وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ منہ کھل گیا، آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں، اور آہ آہ کرنے لگا؛ یہاں تک کہ آواز بند ہوگئی۔ یہ حال دیکھ کر عورت نے کہا: اب تم لوگ جاؤ، اب تم ان سے کوئی نفع نہ پا سکو گے۔

اس واقعہ کے کچھ روز بعد میں نے لوگوں سے ان ساتوں بزرگوں کے متعلق پوچھا:

تو لوگوں نے بتلایا کہ ان میں سے تین اچھے ہوگئے، اور تین جاں بحق ہوگئے ہیں۔ اور وہ بڑے میاں تین دن تک اسی طرح مبہوت وساکت رہے یہاں تک کہ فرض نمازیں بھی نہ پڑھ سکے، تین روز کے بعد اصل حالت پر واپس آئے۔(۱)

اور ہم اُن کے اَعمال بکھرا ہوا غبار بنادیں گے

حضرت صالح المری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: کل صبح فلاں جگہ پہنچ جانا، میرے کچھ اور دوست بھی وہاں پہنچ جائیں گے، پھر ہم حضرت ابوجہیز سے ملاقات کے لیے چلیں گے۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے، میں مقررہ وقت پر وہاں پہنچ جاؤں گا۔

جب صبح میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت مالک بن دینار مجھ سے پہلے ہی وہاں موجود ہیں؛ نیز ان کے ساتھ حضرت محمد بن واسع، حضرت ثابت بنانی، اور حضرت حبیب بھی موجود تھے۔ میں نے ان سب کو ایک ساتھ دیکھ کر دل میں کہا: اللہ کی قسم! آج کا دن بہت ہی خوش کن ہوگا۔ پھر ہم سب حضرت ابوجہیز کی طرف چل دیے۔

حضرت ابوجہیز کا معمول یہ تھا کہ انھوں نے اپنے گھر میں عبادت کے لیے ایک جگہ مخصوص کررکھی تھی۔ آپ بصرہ میں صرف نمازِ جمعہ کے لیے تشریف لاتے، اور نماز کے فوراً بعد واپس تشریف لے جاتے۔

حضرت صالح المری فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر ہم ایک انتہائی خوبصورت جگہ سے گزرے تو حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: اے ثابت! اس جگہ نماز پڑھ لیتے ہیں؛ کل بروزِ قیامت یہ جگہ ہماری گواہی دے گی۔

---

(۱) احیاء علوم الدین مترجم: ۴/۲۸۶، ۲۸۷۔

پھر ہم حضرت ابو جہیر کے گھر پہنچے اور ان کے متعلق پوچھا تو پتا چلا کہ وہ نماز پڑھنے گئے ہیں۔ ہم ان کا انتظار کرنے لگے، کچھ ہی دیر کے بعد وہ تشریف لائے۔ چہرے پر افسردگی طاری تھی اور ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی قبر سے نکل کر آرہے ہیں۔ پھر انھوں نے مختصر سی نماز پڑھی اور نہایت غمگین حالت میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

ان سے مصافحہ کرنے کے لیے سب سے پہلے حضرت محمد بن واسع آگے بڑھے، سلام کیا۔ حضرت ابو جہیر نے جواب دے کر پوچھا: تم کون ہو، میں تمہاری آواز نہیں پہچان پایا؟۔

حضرت محمد بن واسع نے عرض کیا: میں بصرہ سے آیا ہوں۔

پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟۔

عرض کیا: میرا نام محمد بن واسع ہے۔

یہ سن کر فرمانے لگے: مرحبا مرحبا! کیا تم ہی محمد بن واسع ہو جن کے متعلق بصرہ والے یہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ فضیلت والے یہی ہیں۔ خوش آمدید بیٹھ جایئے۔

پھر حضرت ثابت بنانی نے سلام کیا۔ ان سے بھی نام پوچھا تو انھوں نے بتایا: میرا نام ثابت بنانی ہے۔

یہ سن کر وہ فرمانے لگے: مرحبا، اے ثابت! کیا تمہارے ہی متعلق لوگوں میں مشہور ہے کہ سب سے زیادہ لمبی نماز پڑھنے والے ثابت بنانی ہیں۔ خوش آمدید، تشریف رکھیے۔

پھر حضرت حبیب سلام کے لیے حاضر ہوئے، ان سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟۔

عرض کیا: حبیب۔

فرمایا: کیا تم ہی وہ حبیب ہو جن کے متعلق مشہور ہے کہ اللہ کے سوا کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کرتے، خوش آمدید، تشریف رکھیں۔

پھر حضرت مالک بن دینار نے سلام کیا، اور جب اپنا نام بتایا تو فرمایا: مرحبا، مرحبا، اے مالک بن دینار! آپ ہی کے متعلق مشہور ہے کہ آپ سب سے زیادہ ریاضت ومجاہدہ کرنے والے ہیں۔ اس طرح انھیں بھی اپنے پاس بٹھالیا۔

پھر میں (صالح المری) سلام کے لیے حاضر ہوا۔ جب میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام بتایا، فرمانے لگے: اچھا! تمہارے ہی متعلق مشہور ہے کہ تم قرآن بہت عمدگی اور خوش نغمگی سے پڑھتے ہو۔ میری بڑی خواہش تھی کہ تم سے کبھی قرآن سنوں۔ آج مجھے قرآن سناؤ۔

حکم ملتے ہی میں نے تلاوت شروع کردی۔ خدا کی قسم! ابھی میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بھی مکمل نہ کر پایا تھا کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔ جب اِفاقہ ہوا تو فرمانے لگے: اے صالح! مجھے میرے رب کا کلام' قرآن سناؤ۔ چنانچہ میں نے یہ آیت تلاوت کی :

وَ قَدِمْنَا إِلٰی مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا o (سورۂ فرقان: ۲۵/۲۳)

اور (پھر) ہم ان اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو (بزعمِ خویش) انہوں نے (زندگی میں) کیے تھے تو ہم انہیں بکھرا ہوا غبار بنادیں گے۔

جیسے ہی انھوں نے یہ آیت سنی، ایک چیخ ماری اور پھر ان کے گلے سے عجیب وغریب آواز آنے لگی اور تڑپنے لگے، پھر یکدم ساکت ہوگئے۔ ہم ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔

ہم نے لوگوں سے پوچھا: کیا ان کے گھر والوں میں سے کوئی موجود ہے؟۔

لوگوں نے بتایا: ایک بوڑھی عورت ان کی خدمت کرتی ہے۔

جب اس بوڑھی عورت کو بلایا گیا تو اس نے پوچھا: کس طرح ان کا انتقال ہوا؟۔

ہم نے بتایا: ان کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی گئی جسے سنتے ہی ان کی

روح پرواز کرگئی۔

اس عورت نے پوچھا: تلاوت' صالح المری نے تو نہیں کی تھی؟۔

ہم نے کہا: جی ہاں! تلاوت تو صالح المری ہی نے کی تھی؛ لیکن تم انھیں کس طرح جانتی ہو؟۔

کہنے لگی: میں انھیں جانتی تو نہیں؛ تاہم حضرت ابو جہیز اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے سامنے قاری صالح المری نے تلاوت کی تو میں ان کی تلاوت سنتے ہی مرجاؤں گا۔

پھر اس عورت نے کہا: خدا کی قسم! حضرت صالح المری کی پرسوز آواز نے ہمارے محبوب کو قتل کر ڈالا۔ یہ کہہ کر وہ عورت زار و قطار رونے لگی۔ پھر ہم سب نے مل کر حضرت ابو جہیز کی تجہیز و تکفین کی۔ (۱)

زبان سے کلامِ الٰہی کے سوا کچھ نہ نکلے!

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (م ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کو گیا، تو دورانِ سفر مجھے ایک ضعیفہ خاتون کہیں راستے میں بیٹھی ملیں، جنھوں نے اون کا کپڑا پہن رکھا تھا اور ان کی اوڑھنی بھی اونی ہی تھی۔

میں نے ان کے قریب جا کر کہا: **السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته .**

خاتون نے جواب دیا: **سَلاَمٌ قَولاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ o** (سورۂ یٰس: ۵۸/۳۶)

میں نے پوچھا: اللہ آپ پر رحم کرے، یہاں اکیلی کیا کر رہی ہیں؟۔ خاتون نے کہا:

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ o (سورۂ اعراف: ۱۸۶/۷)

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی: ۱۰۳/۱ تا ۱۰۴۔

جسے اللہ گمراہ کردے اس کو راہ بتانے والا کوئی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ شاید وہ راستہ بھول گئی ہے یا پھر اپنے قافلے سے بچھڑ گئی ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا کہاں جانے کا اِرادہ ہے؟۔ خاتون بولیں :

سُبُحَانَ الَّذِیُ اَسُرٰی بِعَبُدِہٖ لَیُلاً مِّنَ الُمَسُجِدِ الُحَرَامِ اِلَی الُمَسُجِدِ الاَقُصیٰ o (سورہ بنی اسرائیل:۱/۱۷)

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

یہ سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ حج بیت اللہ سے فارغ ہوچکی ہیں اوراب بیت المقدس جانا چاہتی ہیں؛ چنانچہ میں نے پوچھا کہ آپ کب سے یہاں بیٹھی ہیں؟۔ خاتون نے کہا :

ثَلاَثَ لَیَالٍ سَوِیًّاo (سورۂ مریم:۱۰/۱۹)

پوری تین راتیں۔

میں نے کہا کہ آپ کے پاس بظاہر کوئی کھانے پینے کی چیز نظر نہیں آتی۔ آخر آپ نے اتنا وقت یہاں کیسے گزارا؟۔ خاتون بولیں :

هُوَ یُطُعِمُنِی وَ یَسُقِیُنِ o (سورۂ شعراء:۷۹/۲۶)

وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ میرے رزق کا بندوبست کردیتا ہے۔

میں نے کہا: پانی بھی آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ آخر آپ وضو کیسے کرتی ہیں؟۔ بولیں:

فَلَمُ تَجِدُوا مَاءً فَتَیَمَّمُوا صَعِیُداً طَیِّباً o (سورۂ نساء:۴۳۔ سورۂ مائدہ:۶)

پھر اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو۔ (مطلب یہ تھا کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم سے کام چلارہی ہوں)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ مجھے اس کی حالت زار پر بہت رحم آیا، میں نے پوچھا کہ میرے پاس کچھ کھانا ہے، فرمایئے کیا کچھ کھانا چاہیں گی؟۔ خاتون نے جواب دیا :

اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیۡلِ٥ (سورۂ بقرہ:۲/۱۸۷)

روزوں کو رات تک پورا کرو۔ (مطلب یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں)۔

میں نے کہا : بڑی بی! یہ رمضان المبارک کا مہینہ تو نہیں پھر آپ روزہ دار کیوں ہیں؟۔ بولیں :

وَ مَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ ٥ (سورۂ بقرہ:۲/۱۵۸)

اور جو بطورِ نفل نیک کام کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔
(مطلب یہ تھا کہ میرا نفلی روزہ ہے)۔

میں نے کہا کہ سفر کی حالت میں تو ماہِ رمضان کا فرض روزہ بھی رکھنے کی اِجازت نہیں ہے، چہ جائے کہ نفلی روزہ؟۔ خاتون نے جواب دیا :

وَ اَنۡ تَصُومُوا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُونَ ٥ (سورۂ بقرہ:۲/۱۸۴)

اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو (ثواب کا) علم ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ ان کے یہ سارے قرآنی جوابات سن کر میں نے کہا کہ جس طرح میں آپ سے عام انداز میں گفتگو کر رہا ہوں آپ اس طرح مجھ سے باتیں کیوں نہیں کرتیں؟۔ بولیں :

مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ ٥ (سورۂ ق:۵۰/۱۸)

انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔

میں نے پوچھا کہ آپ کا وطن کہاں ہے اور آپ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟۔ بولیں :

وَلاَ تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ، اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَالفُؤَادَ کُلُّ اَولٰئِکَ کَانُ عَنْہُ مَسْئُولاً o (بنی اسرائیل:۳۶/۱۷)

اور جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ جاؤ۔ بے شک کان، آنکھ اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔ (مطلب یہ ہے کہ ایسی باتوں سے کان اور دل کو آلودہ نہ کرو جن کا جواب دینا پڑ جائے)۔

میں نے کہا: معاف کیجیے گا، مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ بولیں :

لاَ تَثْرِیْبَ عَلَیکُمُ الیَومَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمُ o (سورۂ یوسف:۹۲/۱۲)

آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے۔

میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اپنی اونٹنی پر سوار کر لوں اور جہاں چاہیں وہاں پہنچا دوں۔ بولیں :

وَ مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ o (سورۂ بقرہ: ۱۹۷/۲)

اور نیکی کا کام جو تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

یہ سن کر میں نے اونٹنی ان کے قریب لے جا کر بٹھا دی اور خاتون سے کہا کہ اس پر سوار ہو جائیں؛ مگر وہ سوار ہونے سے پہلے بولیں :

قُلْ لِلْمُومِنِیْنَ یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِہِمْ o (سورۂ نور:۳۰/۲۴)

مومنوں سے فرما دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (مطلب یہ تھا کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو یا منہ پھیر کر سوار ہو جاؤ تا کہ میں بلا جھجک سوار ہو جاؤں)

چنانچہ میں نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور ان سے کہا کہ لیں اب سوار ہو جائیں۔ جب وہ خاتون سوار ہونے لگیں تو اونٹنی اچانک کھڑی ہو گئی اور ان کی اوڑھنی کجاوے سے اُلجھ کر پھٹ گئی۔ میں نے اس پر اظہارِ افسوس کیا تو وہ بولیں :

مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ o

(سورۂ شوریٰ:۴۲/۳۰)

تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ بہت سی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔

یعنی اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں یہ سب میرے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔

میں نے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیں میں اپنی اونٹنی کے پاؤں باندھ دوں ؛ تا کہ آپ اطمینان کے ساتھ سوار ہو سکیں۔ تو خاتون نے کہا :

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ o (سورۂ انبیاء:۲۱/۷۹)

تو ہم نے سلیمان کو سمجھا دیا۔ یعنی اونٹنی کے پاؤں ضرور باندھو۔ ایسا کرنے ہی سے یہ قابو میں رہے گی۔ پھر میں نے اونٹنی کے پاؤں باندھے اور ان سے عرض کیا کہ اب سوار ہو جائیں ؛ چنانچہ وہ سوار ہو گئیں اور اس آیت کریمہ تلاوت کی :

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o (سورۂ زخرف:۴۳/۱۳ تا ۱۴)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع کر دیا اور ہم اس کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور اس کو ہنکاتے ہوئے چل پڑا، میری رفتار بھی تیز تھی اور جوشِ خوشی میں میری آواز بھی کچھ زیادہ بلند ہو گئی۔ اس پر وہ خاتون بولیں :

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ o (سورۂ لقمان:۳۱/۱۹)

اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز کو پست رکھو۔

اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور ساتھ ہی مدح خوانی کرنے لگا۔ اس پر وہ خاتون بولیں :

فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ القُرْاٰنِ o (سورۂ مزمل:۷۳/۲۰)

قرآن سے پڑھو جتنی توفیق ہو۔ (مطلب یہ تھا کہ اس حدی خوانی سے بہتر ہے کہ قرآن پاک کا کوئی رکوع پڑھو۔

میں نے کہا کہ اے خاتونِ محترم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے، ان خوبیوں سے آراستہ ہونے کے لیے کیا چیزیں درکار ہیں؛ اور آپ کی طرح کوئی کیسے بن سکتا ہے؟۔ اس پر وہ بولیں :

وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُو الاَلْبَابِ o (سورۂ آل عمران:۳/۷)

پھر میں نے چلتے چلتے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا کوئی شوہر بھی ہے؟۔ جواب دیا :

یٰاَ یُّھَا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوا لاَ تَسْئَلُوا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ o

(سورۂ مائدہ:۵/۱۰۱)

اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ اب میں نے بالکل چپکی سادھ لی، اور اسی عالم میں دھیرے دھیرے قافلہ کے قریب جا پہنچا۔ میں نے پوچھا کہ کیا قافلے میں کوئی آپ کا قرابت دار ہے؟۔ انھوں نے جواب دیا :

المَالُ وَ البَنُونَ زِیْنَۃُ الحَیٰوۃِ الدُّنْیَا o (سورۂ کہف:۱۸/۴۶)

مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

میں نے سمجھ لیا کہ قافلہ کے اندر اس کے بیٹے موجود ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ ان کی کوئی نشانی ہو تو بتائیں تاکہ انھیں تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ بولیں :

وَ عَلاَمَاتٍ وَّ بِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُونَ o (سورۂ نحل:۱۶/۱۶)

اور علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ پاتے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلہ کے رہبر ہیں؛ چنانچہ اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے قافلے میں چکر لگانے لگا اور ان سے کہا کہ اپنے بیٹوں کو ڈھونڈ لیں۔ بولیں :

وَ اتَّـخَـذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً o (سورۂ نساء:۱۲۵) ...... **وَ كَـلَّمَ مُوسىٰ تَكْلِيْماً** o (سورۂ نساء:۱۶۵) ...... **يَا يَحْيىٰ خُذِ الْكِتَابَ** o (سورۂ مریم:۱۲)

مطلب یہ کہ تم ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ کے نام لے کر آواز دو۔ یہ سن کر میں نے زور سے آواز لگائی۔ **يـا ابـراهيم، يا موسىٰ، يا يحيىٰ!** فوراً ہی تین خوبصورت نوجوان ایک خیمہ سے نکلے اور بڑی عزت کے ساتھ اپنی والدہ کو اونٹنی سے اُتارا۔

جب ہم اطمینان سے بیٹھ گئے تو خاتون نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر یہ آیت پڑھی :

فَـابْـعَثُـوا اَحَـدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكىٰ طَعَاماً فَلْيَاتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ o (سورۂ کہف:۱۸/۱۹)

اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے لیے کچھ کھانا لے آئے۔

یہ سنتے ہی ایک نوجوان دوڑا ہوا گیا اور قریبی شہر سے کچھ کھانا لے کر آیا۔ جب اس نے وہ کھانا میرے سامنے رکھا تو خاتون نے کہا :

كُـلُوا وَ اشْرَبُوا هَنِيْئاً بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِى الاَيَّامِ الخَالِيَةِ o (سورۂ الحاقہ: ۶۹/۲۴)

خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو، یہ ان اعمال کے سبب ہے جو تم نے پچھلے دنوں میں کیے ہیں۔

مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نوجوان سے پوچھ بیٹھا کہ جب تک تم مجھے اس خاتون کی

حقیقت نہ بتلاؤ گے، میں اس کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔

چنانچہ ایک نوجوان گویا ہوا کہ یہ ہماری والدہ ہیں اور ان کی پچھلے چالیس سال سے یہی کیفیت ہے۔ اس عرصہ میں انھوں نے کوئی لفظ آیاتِ کلام الٰہی کے سوا زبان سے نکالا ہی نہیں۔ اور یہ پابندی انھوں نے اپنے اوپر اس لیے لگائی ہے کہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کی قیامت کے دن ان سے باز پرس ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے کہا :

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ o

(سورۂ جمعہ: ۶۲/۴)

آپ اندازہ لگائیں کہ اس دور کی عورتیں علم وفضل میں کس قدر ممتاز تھیں کہ ہر سوال کا جواب قرآن پاک کی روشنی میں دینے پر قادر تھیں۔ ظاہر ہے ایسی خواتین جب بچوں کی تربیت کریں گی تو وہ اپنے وقت کے آفتاب وماہتاب کیوں نہ ہوں گے!۔(۱)

کیوں نہیں، اب وقت آگیا ہے!

حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ (م ۱۸۷ھ) بہت نامور محدث اور مشہور اولیاے کرام میں ہوئے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ پہلے یہ بڑے زبردست ڈاکو تھے۔ قذاقی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

ایک مرتبہ ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے کسی مکان کی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً اس وقت مالک مکان قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھا۔ اس نے یہ آیت تلاوت کی :

أَلَمۡ یَأۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا أَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُھُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ o (حدید: ۵۷/۱۶)

---

(۱) نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: ۱/۲۲۳ بحذف واِضافہ۔

> کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ خدا کے ذکر سے ان کے دل گداز ہوں۔

جوں ہی یہ آیت آپ کے کانوں سے ٹکرائی، گویا تاثیرِ ربانی کا تیر بن کر دل میں پیوست ہوگئی اور اس کا اتنا اَثر ہوا کہ آپ خوفِ خدا سے کانپنے لگے اور بے اختیار آپ کے منہ سے نکلا: ’کیوں نہیں میرے پروردگار! اب اِس کا وقت آگیا ہے‘۔

چنانچہ آپ روتے ہوئے دیوار سے اُتر پڑے اور رات کو ایک سنسان اور بے آباد کھنڈر نما مکان میں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک قافلہ پہنچا تو شرکاے قافلہ آپس میں کہنے لگے کہ رات کو سفر مت کرو، یہاں رُک جاؤ کہ فضیل بن عیاض ڈاکو یہیں اَطراف میں کہیں رہتا ہے۔

قافلے والوں کی یہ باتیں جب آپ نے سنیں تو اور زیادہ رونے لگے کہ افسوس! میں کتنا بڑا پاپی اور گنہ گار ہوں کہ میرے خوف سے اُمت رسول کے قافلے رات میں سفر نہیں کرتے اور گھروں میں عورتیں میرا نام لے کر بچوں کو ڈراتی ہیں۔

آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور آپ نے سچی توبہ کرکے یہ اِرادہ کیا کہ اب ساری زندگی کعبۃ اللہ کی مجاوری اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دوں گا۔ چنانچہ آپ نے پہلے علم حدیث پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ایک صاحب فضیلت محدث بن گئے اور حدیث کا درس دینا شروع کردیا۔(۱)

حضرت سعد بن زنبور کہتے ہیں کہ ہم حضرت فضیل بن عیاض کے دِر دولت پر پہنچے، اندر جانے کی اجازت طلب کی؛ مگر نہ ملی اور ہم سے کہا گیا کہ اس وقت وہ نہیں آسکتے، ہاں اگر قرآن کی تلاوت کرو تو شاید وہ از خود باہر نکل آئیں۔

چنانچہ ہمارے ساتھ ایک بڑا ہی خوش آواز مؤذن تھا، ہماری فرمائش پر اس نے سورۂ

---

(۱) اولیاے رجال الحدیث:۲۰۶۔

الھاکم التکاثر پڑھنا شروع کی، جب اس کی خوش نغمگی اور بلند آوازی حضرت فضیل کے کانوں میں پڑی، آپ روتے ہوئے باہر نکلے، اور اس قدر زار وقطار روئے کہ داڑھی آنسوؤں میں تر بتر ہوگئی، آپ کے ہاتھ میں کوئی ٹکڑا تھا، ہم نے دیکھا کہ اس سے آپ بار بار اپنی اشک بار آنکھیں پوچھ رہے ہیں۔(۱)

حضرت فضیل بن عیاض کی زوجہ محترمہ خوش الحان قاریوں سے کہا کرتی تھیں کہ تم میرے بیٹے علی بن الفضیل کے سامنے خوش نغمگی کے ساتھ قرآن نہ پڑھا کرو؛ کیوں کہ جب یہ قرآن سنتا ہے تو رو رو کر اس کی حالت اتنی نازک ہوجاتی ہے کہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کہیں اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز نہ کر جائے۔

نیز علی بن فضیل کو قراءتِ قرآن کا یارا نہ ہوتا تھا جیسے ہی وہ قرآن کی تلاوت شروع کرتے، آنکھیں اشک ریز ہوجاتیں، آواز رندھ جاتی، اور روتے روتے ہچکی بندھ جاتی، گر پڑتے اور جی بھر کر قرآن نہ پڑھ سکتے تھے۔ اسی حالت پر ایک زمانہ بیت گیا۔

ایک روز اپنے والد سے عرض کیا کہ اے ابا جان! ساری زندگی بیت گئی، قرآن کھول کر جب نغمۂ لاہوتی کی تلاوت شروع کرتا ہوں تو گریہ وبکا مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتی۔ میرے لیے دعا کر دیں کہ کم سے کم زندگی میں ایک مرتبہ ختمِ قرآن تو کر لوں!۔

ایک مرتبہ حضرت فضیل بن عیاض کے سامنے کسی قاری نے بہت خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ میرے بچے کے نزدیک جا کر تلاوت کرو؛ لیکن یاد رہے سورۂ القارعہ ہرگز نہ پڑھنا کیوں کہ خشیت الٰہی کی وجہ سے وہ ذِکر قیامت سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ مگر قاری کو دل لگی سوجھی اور اس نے وہاں پہنچ کر وہی سورۃ پڑھ دی۔ صاحبزادے نے ایک زوردار چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہوگیا۔

---

(۱) صفۃ الصفوۃ: ۱/۲۳۱۔

یوں ہی بھی آتا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ کو جب یہ علم ہوتا کہ ان کا بیٹا بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو خوف وغم کی آیات تلاوت نہ کرتے۔ ایک مرتبہ انھوں نے سمجھا کہ وہ ان کے پیچھے نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی :

قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَومًا ضَالِّيْنَ ٥ (سورۂ مومنون: ۱۰۶/۲۳)

وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم یقیناً گمراہ قوم تھے۔

تو ان کا بیٹا یہ آیت سن کر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب آپ کو اس کا اندازہ ہوا تو تلاوت مختصر کردی۔ جب ان کی ماں کو یہ ساری بات معلوم ہوئی تو انھوں نے آ کر اپنے بیٹے کے چہرے پر پانی چھڑکا اور اسے ہوش میں لایا، اور ساتھ ہی حضرت فضیل سے عرض کیا: اس طرح تو آپ اسے مار ہی ڈالیں گے۔

ایک مرتبہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ آپ نے اس کے شریک جماعت نہ ہونے کا خیال کر کے یہ آیت تلاوت کردی :

وَ بَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ٥ (سورۂ زمر: ۴۷/۳۹)

اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے وہ (عذاب) ظاہر ہوگا جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتے تھے۔

یہ آیت سن کر وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا، جب اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو وہ اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر چکا تھا۔(۱)

---

(۱) کتاب التوابین: ۲۰۹۔

اور ہم ضرور آزمائش کریں گے!

حضرت ابراہیم بن اشعث کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ کو سورۂ محمد پڑھتے ہوئے دیکھا، ان کی آنکھیں تر بتر تھیں اور وہ اس آیت کریمہ کو بار بار دہرا رہے تھے :

> وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصَّابِرِيْنَ وَ نَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ٥ (سورۂ محمد: ۳۱/۴۷)
>
> اور ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ تم میں سے (ثابت قدمی کے ساتھ) جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو (بھی) ظاہر کر دیں اور تمہاری (منافقانہ بزدلی کی مخفی) خبریں (بھی) ظاہر کر دیں۔

ساتھ ہی یہ فرماتے جاتے: مولا! تو یقیناً ہماری خبریں ظاہر کر دے گا۔ اور پھر بتکرار کہتے جاتے: مولا! تو یقیناً ہماری خبریں ظاہر کر دے گا؛ لیکن اگر تو نے ہماری خبریں ظاہر کر دیا تو ہم سر حشر لٹ جائیں گے، ہمارے سر بستہ راز فاش ہو جائیں گے۔ مولا! اگر تو نے ہماری خبریں ظاہر کر دیں، پھر تو ہم مارے گئے، اور تیرے عذاب سے پھر ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اتنا کہہ کر پھر بے تحاشا رونے لگتے۔ (۱)

اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے

حضرت عبد اللہ بن وہب فہری علیہ الرحمہ (م ۱۹۷ھ) وقت کے بہت بڑے محدث گزرے ہیں، انھیں کوئی ایک لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ آپ پر ہمیشہ خوفِ الٰہی طاری رہتا۔ ایک دن حمام میں تشریف لے گئے تو کسی نے یہ آیت پڑھ دی :

---

(۱) حلیۃ الاولیاء: ۴۰۳/۳...... التوابین: ۲۰۸/۱...... البکاء من خشیۃ اللہ عتیبی: ۲۵۔

وَ إِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ o (سورۂ مومن:۴۷)

اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے۔

اس آیت پاک کا کان میں پڑنا تھا کہ آپ بے ہوش ہو کر غسل خانے میں گر پڑے اور بہت دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا۔(۱)

آج کے دن انھیں بولنے کی اِجازت نہیں!

ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ (م۲۰۴ھ) کے سامنے یہ آیت تلاوت کی :

هٰذَا يَومُ لاَ يَنطِقُونَ، وَلاَ يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ o (سورۂ المرسلات: ۷۷/۳۵،۳۶)

یہ ایسا دن ہے کہ وہ (اس میں) بول بھی نہ سکیں گے۔ اور نہ ہی انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ معذرت کر سکیں۔

اس آیت کو سنتے ہی امام شافعی علیہ الرحمہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ خوفِ خدا کی شدت سے آپ کے ہوش وحواس جاتے رہے اور وہیں سجدے میں گر گئے۔ جب ہوش آیا تو زبانِ حال سے پکار کر کہنے لگے :

اللّٰهم إني أعوذ بک من مقام الكذابين و من إعراض الجاهلين هب لي من رحمتک و جَلِّلني بسترک و اعف عني بكرمک و لا تكلني إلى غيرک و لا تقنطني من خيرک .

یعنی اے اللہ! میں کذابوں کے مقام اور جاہلوں کے اِعراض سے تیری پناہ

---

(۱) اولیائے رجال الحدیث:۱۹۱۔

> مانگتا ہوں، مجھے اپنی رحمت عطا فرمادے، میرے عیوب پر پردہ ڈال دے، مجھے اپنے کرم کے صدقے معاف فرمادے، مجھے غیر کے حوالے نہ کر اور مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ فرما۔(۱)

جس کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے

حضرت منصور بن عمار خراسانی (م ۲۲۵ھ) نے ایک جواں سال کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ خوف سے لرز رہا تھا، اور اس کی نماز کا طریقہ اہل خشوع جیسا تھا۔ حضرت منصور نے سوچا یقیناً یہ کوئی ولی اللہ ہے۔ جب وہ نماز ختم کر چکا تو انھوں نے سلام کیا اور کہا :

تمھیں معلوم ہے جہنم میں ایک وادی ’’لظی‘‘ ہے جو کھال کھینچ لے گی۔ وہ اس شخص کو پکڑ لے گی جس نے روگشی کی ہوگی، بے رخی سے پیش آیا ہوگا اور مال جمع کر کے اٹھا رکھا ہوگا۔

یہ باتیں سنیں تو نوجوان غش کھا کر گر پڑا۔ پھر کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا اور اس نے کہا کچھ اور بھی سناؤ۔ منصور بن عمار نے یہ آیات تلاوت کیں :

> یٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ o (سورۂ تحریم:۶۶/۶)
>
> اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت مزاج طاقت ور فرشتے (مقرر) ہیں جو کسی بھی امر میں جس کا اللہ انھیں حکم دیتا ہے، اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی

---

(۱) تذکرۃ المحدثین بحوالہ مرقاۃ: ۲۱/۱۔

کام انجام دیتے ہیں، جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے۔

یہ آیات سن کر وہ شخص گر پڑا اور انتقال کر گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے سینے پر قلم قدرت سے تحریر ہے :

فَهُوَ فِي عِيُشَةٍ رَّاضِيَةٍ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ o (سورۂ الحاقہ:۶۹/۲۱)

سو وہ پسندیدہ زندگی بسر کرے گا۔ بلندو بالا جنت میں۔ جس کے خوشے (پھلوں کی کثرت کے باعث) جھکے ہوئے ہوں گے۔

انتقال کی تیسری شب منصور بن عمار نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مرصع تخت پر بیٹھا ہے اور سر پر تاج چمک رہا ہے۔ انھوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ جواب دیا: کریم رب نے مجھے بخش دیا اور اہل بدر کا ثواب عطا کیا بلکہ اور زیادہ؛ اس لیے کہ حضرات اہل بدر تو شمشیر کفار سے شہید ہوئے تھے اور میں کلام ربانی سے شہید ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔(۱)

جس کا ایندھن انسان اور پتھر

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی سال حج کرنے کے بعد جب میں کوفہ لوٹا تو بالکل اندھیری رات میں ایک گلی سے گزرنے کا اتفاق ہوا، ساری دنیا سو رہی ہے مگر ایک نوجوان رات کی تنہائیوں میں چیخیں لگا لگا کر فریاد کر رہا ہے :

مولا! مجھے تیرے عزت و جلال کی قسم! میری نافرمانیوں کا مطلب تیری مخالفت کرنا نہیں تھا۔ جب جب میں نے گناہ کیے میں تیری سزا سے ناواقف نہ تھا؛ لیکن شومئی قسمت کہ جب بھی کوئی گناہ کرنے کا وقت آیا میری بدبختی مجھ پر غالب آئی اور میں اس کا

---

(۱) روض الریاحین:۱۹۹تا۲۰۰بحوالہ بزم اولیاء:۳۰۹تا۳۱۱۔

ارتکاب کر بیٹھا، اور تو نے چوں کہ پردہ ڈال رکھا ہے اس لیے اور بھی اس کی ہمت بندھ گئی۔ گناہ کر کر کے میں بیزار ہو چکا ہوں، تو اب کس کی پناہ لوں، اور اب تیرے عذاب سے مجھے کون چھٹکارا دلائے گا۔ اور محبت و تعلق کی جس ڈوری میں تو نے مجھے باندھ رکھا ہے، اگر وہ بھی تو نے کاٹ دی تو پھر میرا کیا بنے گا؟ ہائے میری جوانی! ہائے میری جوانی!!۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی جارہی ہے گناہوں کا سلسلہ بھی بڑھتا جارہا ہے۔ ہائے بربادی! کب تک توبہ کر کر کے اسے توڑتا رہوں گا، اور اپنے رب سے بے شرمی کا مظاہرہ کروں گا۔

حضرت منصور بن عمار فرماتے ہیں کہ جب وہ اپنی فریاد کر کے کچھ خاموش ہوا تو میں نے اس کے دروازے پر اپنا منہ رکھ اس آیت پاک کی تلاوت کر دی :

قُوا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ o (سورۂ تحریم:٦٦/٦)

اپنی جان اور اپنے اہل خانہ کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

اس کے بعد میں نے ایک زور کی کپکپاہٹ اور تھرتھراہٹ سنی، اور پھر دیر تک کوئی آواز نہیں آئی۔ چنانچہ میں وہاں سے چلا گیا۔ کل ہو کر جب اپنے معمول کے راستے سے لوٹ رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنازہ نکلا ہوا ہے اور ساتھ میں ایک ناتواں بوڑھی عورت موجود ہے۔ میں نے اس سے میت کے بارے میں کچھ جاننا چاہا، تو وہ کہنے لگی: میرا غم تازہ نہ کرو۔

میں نے کہا: میں ایک اجنبی آدمی ہوں، مجھے اس کی بابت کچھ بھی پتا نہیں ہے۔

اس نے کہا: قسم بخدا! اگر تم اجنبی نہ ہوتے تو میں تمہیں کبھی نہ بتاتی۔ یہ میرا لڑکا ہے، میرا لختِ جگر؛ جس پر مجھے بڑا گھمنڈ تھا کہ میرے انتقال کے بعد یہ میرے لیے دعاے خیر

کرے گا (مگر یہ مجھ سے پہلے ہی چل بسا) میرا یہ بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے تھا۔ جب رات آتی، اپنے محراب میں کھڑا ہوجاتا اور اپنے گناہوں کا سوچ سوچ کر آہیں بھرتا رہتا... پھر کیا ہوا کہ گزشتہ رات کوئی راہ چلتا میرے بیٹے کے پاس سے گزرا - اللہ اس اکا بیڑا غرق کرے - اور وہ اپنے محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، تو اس شخص نے قرآن کریم کی کوئی آیت تلاوت کی جس سے اس کے جوڑ جوڑ ہل گئے، اور بالآخر وہ تاب نہ لاکر وہیں گر پر مرگیا۔(۱)

کاش مجھے میرا ٹھکانہ معلوم ہوتا!

حضرت ابوعیاش قطان بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تھا جسے اللہ نے مال ودولت سے حصہ وافر عطا کیا تھا، اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن قدرت کا کرنا کہ وہ اولادِ نرینہ سے محروم تھا، اس کے پاس صرف ایک ہی بچی تھی جس سے وہ ٹوٹ کر محبت کرتا تھا۔ اس نے اس کی پرتعیش پرورش کا اہتمام کیا اور اس کی دلچسپی اور کھیل کود کے لیے ہر قسم کا انتظام کیا۔ مدتوں وہ ناز ونعم میں پلتی بڑھتی رہی۔

اس کے گھر کے ٹھیک بغل میں ایک عابد شب زندہ دار رہائش پذیر تھا۔ ایک رات ایسا ہوا کہ اس پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی اور باآواز بلند اس نے اِس آیت کریمہ کی تکرار شروع کردی :

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ٥ (سورۂ تحریم:٦٦/٦)

اے ایمان والو! اپنی جان اور اپنے اہل خانہ کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا

---

(۱) حلیۃ الاولیاء:۴/۳۳۹......التوابین: ۱/۲۸۹......مختصر تاریخ دمشق: ۷/۴۱۳......تاریخ الاسلام ذہبی: ۳/۴۹٦۔

ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

جس وقت بچی کے کانوں میں اس نغمہ لاہوتی کی آواز پہنچی، وہ بے قابو ہوکر اپنے پڑوسیوں سے پوچھنے لگی، یہ کون ہے؟، اور سکونِ قلب لوٹ لینے والی ایسی اضطراب بخش آواز کہاں سے آرہی ہے؟۔ اسے عابد کے بارے میں بتایا گیا تو وہ کہنے لگی کہ اس سے کہو کہ بس کرے؛ مگر اس نے ایک نہ سنی اور تسلسل کے ساتھ اس کی تلاوت جاری رکھی۔

بچی وجد میں آگئی اور اپنے گریبان کو تار تار کر بیٹھی۔ جس وقت اس کے والد کو اس واقعے کی خبر ہوئی وہ دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا: اے میری نورِ دیدہ! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟، اور رات سے رو رو کر تم نے اپنا کیا حال بنالیا ہے؟؟۔

یہ کہہ کر اس نے اسے گلے سے لگالیا کہ شاید اس کا طوفانِ اضطراب کچھ تھمے؛ مگر وہ کہنے لگی: ابوجان! آپ نے مجھے کبھی یہ نہیں بتایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک ایسا گھر بھی بنا رکھا ہے جس سے آگ کے شرارے بلند ہورہے ہیں اور جس کے ایندھن لکڑی کوئلے کی بجائے انسان اور پتھر ہوں گے۔

باپ نے کہا: ہاں بیٹی! وہ جہنم ہے۔ جہنم کا نام سن کر اس پر مزید کپکپی طاری ہوگئی اور بولی: ابوجان! اللہ کی عزت کی قسم! نہ تو میں کوئی اچھی غذا کھاتی، نہ نرم و گداز بستر پر سوتی، جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہوجاتا کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے، جنت میں یا جہنم میں!۔(١)

’حوریں‘ گویا یاقوت ومرجان!

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ الرحمہ بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے۔ آپ نے ایک جگہ ایک محل نما عمارت دیکھی جس کی دیواریں نقش ونگار سے مزین تھیں، اور اس کے اندر خدام وحشم کا ایک ہجوم تھا جو اِدھر

---

(١) الف قصۃ وقصۃ من قصص الصالحین والصالحات ونوادر الزاہدین والزاہدات، ہانی الحاج: ٦٦۔

بھاگ دوڑ کر مختلف کاموں کو سرانجام دینے میں مصروف تھے، اس میں بے شمار خیمے لگے ہوئے تھے اور محل کے دروازے پر دربان بالکل اسی طرح سے بیٹھے تھے جس طرح بادشاہ کے محل کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس محل نما عمارت کے مقفّل دیوان خانے میں سونے چاندی کا جڑا ہوا تخت رکھا ہوا تھا جس پر ایک انتہائی خوبصورت نوجوان پورے وقار کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور خدام اس کے گرد ہاتھ باندھے اس کے اشارے کے منتظر تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس محل نما خوبصورت عمارت میں داخل ہونا چاہا تو دربانوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور اندر داخل ہونے سے منع کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اس وقت یہ نوجوان دنیا کا بادشاہ بنا بیٹھا ہے؛ لیکن اسے بھی موت تو آنی ہے، جب موت آئے گی تو اس کی بناوٹی بادشاہی کا خاتمہ ہو جائے گا، جو کچھ اس کے پاس کل تک تھا وہ اگلے دن تک نہیں رہے گا؛ لہٰذا مجھے ڈرنا نہیں چاہیے اور اس کے پاس جا کر حق بات کی نصیحت کرنی چاہیے، شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

چنانچہ میں موقع کی تلاش میں رہا جونہی دربان ذرا مشغول ہوئے، میں آنکھ بچا کر اندر داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس نوجوان نے کسی عورت کو آواز دی، اتنے میں ایک حسین اندام کنیز حاضر ہو گئی، اسے دیکھ کر مجھے ایسا لگا جیسے دن چڑھ آیا ہو۔ اس کے ساتھ اور بھی بہت سی کنیزیں تھیں جن کے ہاتھوں میں خوشبودار مشروب سے بھرے ہوئے برتن تھے۔ اس مشروب کے ساتھ اس نوجوان کے دوستوں کی خدمت کی گئی۔ مشروب سے لطف اندوز ہونے کے بعد اس کے تمام اَحباب یکے بعد دیگرے اس کو سلام کر کے رخصت ہونے لگے۔

جب وہ دروازے تک پہنچے تو انھوں نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے خوف زدہ ہونے کی بجائے پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے؟۔ انھوں نے بتایا: یہ بادشاہِ وقت کا بیٹا ہے۔

میں یہ سن کر تیزی سے اس نوجوان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا کر رُک گیا۔ جب شہزادے نے مجھ جیسے فقیر کو بالکل اپنے سامنے کھڑا پایا تو سخت غصے میں آ گیا اور کہنے لگا: ارے پاگل! تو کون ہے؟ تجھے کس نے اندر داخل ہونے دیا، اور میری اِجازت کے بغیر یہاں کیسے آ گیا۔

میں نے کہا: شہزادہ سلامت! ذرا ٹھہر جایئے اور میری لاعلمی کو اپنے علم، اور میری خطا کو اپنے کرم سے درگزر کر دیجیے۔ میں دراصل ایک طبیب ہوں۔ میرے اتنا کہنے سے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور کہنے لگا: ٹھیک ہے، تو ذرا ہمیں بھی بتاؤ کہ تم کیسے طبیب ہو۔

میں نے کہا: میں گناہوں کے درد، اور نافرمانیوں کے زخموں کا علاج کرتا ہوں۔ اس نے کہا: اپنا علاج بیان کرو۔ میں نے کہا: اے شہزادے! تو اپنے گھر میں آرام سے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا لہو ولعب میں مصروف ہے جب کہ تیرے کارندے باہر لوگوں پر ظلم وستم کے پہار توڑ رہے ہیں۔

کیا تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا، اس کے دردناک عذاب کا سوچ کر تیرا دل نہیں دہلتا، تجھے اُس دن کا کوئی لحاظ نہیں جس دن تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کو ان کی بادشاہیوں اور حکمرانیوں سے معزول کر دیا جائے گا اور تمام سرکش ظالموں کے ہاتھ باندھ دیے جائیں گے۔ یاد کر اس اندھیری رات کو جو یومِ قیامت کے بعد آنے والی ہے، اور جہنم کی وہ آگ جو غصے کی وجہ سے پھٹنے والی ہے، اور غیظ وغضب سے چنگھاڑ رہی ہے۔ اس کے خوف سے ہر کوئی حواس باختہ ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ایک عقل مند آدمی کو دنیا کی فانی نعمتوں، چھن جانے والی حکومتوں اور حسیناؤں کے ان خوبصورت تھرکتے ہوئے جسموں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے جنھیں مرنے کے بعد صرف تین دن میں خون پیپ اور بدبودار لوتھڑوں میں تبدیل ہو جانا ہے۔ بلکہ دانا شخص تو وہ ہے جو جنت کی سدابہار نعمتوں اور حسن وجمال میں ڈوبی ہوئی وہاں کی عورتوں (حوروں)

کا طالب ہوتا ہے، جن کا خمیر کستوری، عنبر، اور کافور سے اُٹھایا گیا ہے، اور جو ایسی حسین وجمیل ہیں کہ آج تک کسی آنکھ نے ویسا حسن نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انھیں کے متعلق فرمایا ہے :

> فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لاَ جَآنٌّ، فَبِأيِّ آلاَءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، كَأنَّهُنَّ اليَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ٥ (سورۂ رحمٰن: ۵۶ تا ۵۸)
>
> اوران میں نیچی نگاہ رکھنے والی (حوریں) ہوں گی جنھیں پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ (حوریں) یاقوت اور مرجان ہیں۔

لہٰذا خردمند وہی ہے جو جنت کی کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں کی تمنا رکھے اور عذابِ جہنم سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔

میری یہ باتیں سن کر شہزادے نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا: اے طبیب! تو نے تو الٹی چھری سے مجھے ذبح کر دیا۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا ہمارا رب اپنے نافرمان بھگوڑے بندوں کو قبول کر لیتا ہے اور کیا وہ مجھ جیسے گنہ گار اور پاپی شخص کی توبہ قبول فرمائے گا۔ میں نے کہا: کیوں نہیں! وہ بڑا غفورٌ رحیم اور کریم ہے۔

میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنی قیمتی عبا چاک کر ڈالی اور محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ چند سالوں بعد جب میری قسمت نے یاوری کی اور میں حج کے لیے مکہ معظمّہ گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان دیوانہ وار طوافِ کعبہ میں مصروف ہے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ میری طرف لپکا، نیازمندانہ سلام پیش کیا اور کہنے لگا: کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ میں وہی بادشاہِ وقت کا بیٹا ہوں جس کا دل آپ کی باتیں سن کر پسیج گیا تھا اور اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوگئی تھی۔(۱)

---

(۱) حکایات الصالحین: ۷۲۔

وہ راتوں کو تھوڑی سی دیر سویا کرتے تھے

حضرت بشر بن حارث حافی علیہ الرحمہ (م۲۲۷ھ) فرماتے ہیں: میں نے ملک شام کی پہاڑیوں میں 'اُقرع' نامی ایک پہاڑ پر ایک نوجوان کو دیکھا جس کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا۔ اس نے اُون کا لباس پہن رکھا تھا؛ اگرچہ اس کا جسم انتہائی کمزور تھا تاہم چہرہ' عبادت کے نور سے جگمگا رہا تھا، دل خود بخود اس کی تعظیم کی طرف مائل ہو رہا تھا۔

میں نے قریب جا کر سلام کیا، اس نے جواب دیا: میں نے دل میں کہا: میں اس نوجوان سے کہوں گا کہ مجھے وعظ و نصیحت کرے۔ میں اپنی اس خواہش کا اِظہار کرنے ہی والا تھا کہ اس نوجوان نے میری دلی کیفیت جانتے ہوئے کہا: اے نصیحت کے طالب! اپنے نفس کو خود ہی نصیحت کر، اپنا نفس قابو میں رکھ، غیروں کو نصیحت کرنے کی بجائے اپنی اِصلاح میں لگ جا۔ اللہ کا ذکر تنہائیوں میں کر وہ تجھے برائیوں سے محفوظ رکھے گا، اور تجھ پر جہد مسلسل لازم ہے۔

پھر روتے ہوئے کہنے لگا: دل فانی ہو جانے والی گھٹیا چیزوں میں مشغول ہو گئے۔ جسموں کو لمبی لمبی اُمیدوں اور سہل پسندی نے بڑھا کر موٹا کر دیا۔ پھر نوجوان نے مجھے میرا نام لے کر مخاطب کیا حالاں کہ آج سے قبل نہ تو اس نے مجھے دیکھا تھا اور نہ ہی وہ مجھے جانتا تھا، اس نے مجھ سے کہا: اے بشر! بیشک اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کے دل غموں سے چور چور ہیں، غم نے ان کی راتوں کو بے چین اور دنوں کو پیاسا رکھا، ان کی آنکھیں یادِ الٰہی میں ہروقت آنسو بہاتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صفات بیان کرتے ہوئے اپنی لاریب کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے :

كَانُوا قَلِيْلاً مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ، وَ بِالاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ٥

(سورۂ ذاریات:۵۱/۱۷،۱۸)

وہ راتوں کو تھوڑی سی دیر سویا کرتے تھے، اور رات کے پچھلے پہروں میں
(اُٹھ اُٹھ کر اپنے رب سے) مغفرت طلب کرتے تھے۔

اِس آیت کریمہ کا اس کی زبان سے نکلنا تھا کہ وہ نوجوان تڑپ اُٹھا، زار و قطار رونے لگا اور اس کی گھگھیاں بندھ گئیں۔(۱)

اور کیا لوگوں کی آزمائش نہ کی جائے گی!

حضرت احمد بن نصر خزاعی حنبلی علیہ الرحمہ (م۲۳۱ھ) جلیل القدر عالم تھے، نیکی کی دعوت کی خوب دھومیں مچاتے۔ 'واثق باللہ' نے انھیں اس لیے اپنے ہاتھوں سے شہید کر دیا کہ وہ قرآن کو مخلوق نہ مانتے۔ خلیفہ واثق باللہ نے انھیں شہید کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے سر کر بغداد کی گلیوں میں پھرایا جائے؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس کے بعد کچھ عرصہ تک آپ کے سر مبارک کو بغداد کی مشرقی جانب اور کچھ عرصہ مغربی جانب لٹکایا گیا اور بقیہ جسم 'سُرَّ مَنْ رَأیٰ' میں سولی پر لٹکائے رکھا۔

آپ شہید تو ہوگئے لیکن حق بات سے روگردانی نہ کی۔ آپ کی شہادت کے بعد حضرت ابراہیم بن اسماعیل بن خلف کو پتا چلا کہ آپ کے سرِ اقدس سے قرآن کی تلاوت سنائی دیتی ہے تو وہ وہاں پہنچے اور سر کے قریب ہی اُس کو تکتے ہوئے رات گزاری؛ لیکن ان کے اِردگرد پیدل اور سوار پہریداروں کا تانتا لگا ہوا تھا۔ پھر رات کے آخری پہر جب لوگ سوگئے، آنکھیں برسنا بند ہوئیں اور شور تھما تو انھوں نے اپنے کانوں سے تختہ دار پر لٹکے ہوئے سر کو پڑھتے ہوئے سنا :

أَلمٓ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوا أَنْ يَّقُولُوا آمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ (۱)

الف، لام، میم۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ (صرف) ان کے (اِتنا)

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲/۲۳۵، ۲۳۶۔

کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔

وہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ پھر چند دنوں کے بعد میں نے انھیں خواب میں دیکھا کہ وہ ریشم و دیبا میں ملبوس ہیں اور سر پر تاج زریں سجائے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: برادرگرامی! یہ بتائیں کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: مجھے بخش بھی دیا اور داخل بہشت بھی فرمادیا۔ لیکن میں تین دن تک غمزدہ اور پریشان رہا۔

میں نے پوچھا: وہ کیوں؟ تو فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے تو اپنا رخِ انور مجھ سے پھیرلیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا مجھے حق کی خاطر قتل نہ کیا گیا؟ آقا علیہ السلام نے فرمایا: بے شک تو حق کی خاطر شہید ہوا لیکن تجھے ایک ایسے شخص نے شہید کیا جو میرے اہل بیت سے ہے، میں نے حیا کی وجہ سے تجھ سے منہ پھیرلیا۔

کہا جاتا ہے کہ اُن کا سر مبارک بغداد میں اور بقیہ جسم 'سُـرَّ مَنْ رَأیٰ' میں چھ سال تک لٹکا رہا۔ چھ سال بعد سر و جسم کو ایک ساتھ دفن کیا گیا۔(۱)

قریب آنے والی آفت

ایک مشہور بزرگ احمد بن سعید (م۲۴۳ھ) اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں کوفہ میں ایک نوجوان رہتا تھا، جو انتہائی عبادت گزار تھا اور ہمہ وقت جامع مسجد میں پڑا رہتا تھا۔ ساتھ ہی وہ انتہائی دراز قامت، خوبصورت اور نیک سیرت بھی تھا۔

---

(۱) طبقات الحنابلہ: ۱/ ۳۰...... سیر اعلام النبلاء: ۱۱/ ۱۶۸...... سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی: ۲/ ۲۲۲...... المنتظم: ۳/ ۳۵۶...... تاریخ بغداد: ۲/ ۴۶۶ ......نہایۃ الارب فی فنون الادب: ۶/ ۲۳۶ ......حیاۃ الحیوان الکبریٰ: ۱/ ۷۹...... صفۃ الصفوۃ: ۱/ ۲۶۱۔ عیون الحکایات: ۱/ ۴۰۱، ۴۰۲۔

ایک حسین عورت نے اسے دیکھا تو پہلی ہی نظر میں فریفتہ ہوگئی۔ ایک مدت تک عشق کی چنگاری اس کے دل میں سلگتی رہی، لیکن اسے اپنی محبت کے اظہار کا موقع نہ ملا۔

ایک روز وہ نوجوان مسجد جا رہا تھا، وہ عورت آئی اور اس کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی: نوجوان! پہلے میری بات سن لو، اس کے بعد جو دل میں آئے وہ کرو۔ لیکن نوجوان نے کوئی جواب نہ دیا اور چلتا بنا۔ یہاں تک کہ مسجد میں پہنچ گیا۔ واپسی میں وہ عورت پھر راستے میں کھڑی نظر آئی، جب نوجوان قریب پہنچا تو اس نے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی، نوجوان نے کہا کہ یہ تہمت کی جگہ ہے، میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص مجھے تمہارے ساتھ کھڑا دیکھ کر تہمت لگائے؛ اس لیے میرا راستہ نہ روکو اور مجھے جانے دو۔

اس نے کہا: خدا کی قسم! میں یہاں اس لیے نہیں کھڑی ہوئی کہ مجھے تمہاری حیثیت کا علم نہیں ہے، یا میں یہ نہیں جانتی کہ یہ تہمت کی جگہ ہے، خدا نہ کرے لوگوں کو میرے متعلق بدگمان ہونے کا موقع ملے؛ لیکن مجھے اس معاملے میں بذاتِ خود تم سے ملاقات پر اس اَمر نے اُکسایا ہے کہ لوگ تھوڑی سی بات کو زیادہ کر لیتے ہیں اور تم جیسے عبادت گزار لوگ آئینے کی طرح ہیں کہ معمولی سا غبار بھی ان کی صفائی کو متاثر کر دیتا ہے۔ میں تو سو بات کی ایک بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرے دل وجان بلکہ جسم کا ہر ہر رگ وریشہ تم پر فدا ہے، اور اللہ ہی ہے جو میرے اور تمہارے معاملے میں کوئی فیصلہ فرمائے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ نوجوان‘ عورت کی یہ تقریر سن کر کوئی جواب دیے بغیر خاموشی کے ساتھ گھر لوٹ آیا۔ گھر پہنچ کر نماز پڑھنی چاہی لیکن نماز میں دل نہیں لگا، اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ مجبوراً قلم کاغذ سنبھالا اور اس عورت کے نام ایک خط لکھا۔ باہر آ کر دیکھا کہ وہ عورت اسی طرح راہ میں کھڑی ہے۔ اس نے خط اس کی طرف پھینک دیا اور خود تیزی سے گھر میں داخل ہوگیا۔ خط کا مضمون کچھ یوں تھا:

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع۔ اے عورت! تجھے یہ بات جان لینی چاہیے کہ

جب بندہ اپنے خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ درگزر سے کام لیتا ہے، جب وہ دوبارہ اسی معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تب بھی وہ پردہ پوشی فرماتا ہے؛ لیکن جب وہ اسی معصیت کو اپنا مشغلہ اور پیشہ بنالیتا ہے تو پھر ایسا غضب نازل فرماتا ہے کہ زمین و آسمان، شجر و حجر اور چوپائے تک کانپ اُٹھتے ہیں۔ اس کی ناراضگی کو برداشت کرنے کی تاب کس میں ہے؟۔ جو کچھ تونے کہا ہے، اگر وہ غلط ہے تو اس دن کو یاد کر کہ آسمان گلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا اور زمین دھنی ہوئی روئی کی مانند، اور تمام لوگ جبار پروردگار کے آگے سر بہ سجود ہوں گے۔ خدا کی عزت کی قسم! میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں اپنے نفس کی اِصلاح سے عاجز ہوں، اس صورت میں دوسرے کی اِصلاح کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے اور اگر تیرا کہنا سچ ہے تو میں تجھے ایک ایسے طبیب کا پتا بتلائے دیتا ہوں جو تمام زخموں اور مرضوں کا شافی اور تسلی بخش علاج کرتا ہے۔ اور وہ طبیب' اللہ ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، اس کے حضور میں اپنی درخواست پیش کر، اور اسی سے اپنی مطلب برآری چاہ۔ میں تیرے لیے کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ میں تو بس یہ آیت تلاوت کرتا رہتا ہوں :

> وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَی الۡحَنَاجِرِ کٰظِمِیۡنَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ حَمِیۡمٍ وَّلَا شَفِیۡعٍ یُّطَاعُ o یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ o (سورۂ غافر: ۴۰/۱۸تا۱۹)
>
> اور آپ اُن کو قریب آنے والی آفت کے دن سے ڈرائیں جب ضبطِ غم سے کلیجے منہ کو آئیں گے۔ ظالموں کے لئے نہ کوئی مہربان دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

چند روز کے بعد وہ عورت پھر راستے میں کھڑی نظر آئی۔ انھوں نے اسے دیکھ کر واپس لوٹنے کا اِرادہ کیا؛ 'لیکن ملاقات ہوگی'، یہ کہہ کر وہ خوب روئی اور کہنے لگی: میں خدا سے -جس کے ہاتھ میں تمہارا دل ہے- یہ دعا کرتی ہوں کہ وہ تمہارے سلسلے میں

درپیش میری مشکل آسان فرمادے۔ اس کے بعد اس سے نصیحت اور وصیت کرنے کی درخواست کی؛ چنانچہ نوجوان نے کہا: میری صرف یہی نصیحت ہے کہ خود کو اپنے نفس سے محفوظ رکھنا اور اِس آیت کو ہمہ وقت ذہن میں رکھنا :

وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ۝ (سورۂ انعام: ۶/۶۰)

اور وہی ہے جو رات کے وقت تمہاری روحیں قبض فرمالیتا ہے اور جو کچھ تم دن کے وقت کماتے ہو وہ جانتا ہے۔

یہ آیت کریمہ سن کر وہ عورت دہاڑھیں مار مار کر رونے لگی۔ جب اِفاقہ ہوا تو اپنے گھر پہنچی اور کچھ عرصہ عبادت میں مشغول رہ گئی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ جب اس نوجوان کو اس کی موت کی خبر ہوئی تو وہ بہت مغموم ہوا، لوگوں نے اس سے کہا کہ اب رونے اور غم کرنے سے کیا حاصل! تم نے تو اسے اپنی طرف سے بالکل ہی مایوس کردیا تھا۔ وہ جواب دیتا کہ میں نے پہلے ہی روز اس کی خواہش نفس کو ذبح کردیا تھا اور اپنے اس عمل کے سلسلے میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ عمل ذخیرۂ آخرت ہوگا لیکن اب ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ ذخیرہ واپس نہ ہوجائے۔(۱)

اور اُسے بے گمان رِزق دیتا ہے

حضرت ابواسحٰق محمد بن رشید معتصم باللہ (م۲۵۲ھ) بیان کرتے ہیں: بحری جہاز سمندر کے سینے کو چیرتا قدرتِ الٰہی کا مظاہرہ کرتا ہوا جانب منزل جھومتا چلا جارہا تھا۔ اس جہاز میں ایک نوجوان شخص کے پاس دس ہزار سونے کی اشرفیاں تھیں۔ بحری جہاز کے مسافر اپنی منزل کی طرف گامزن تھے۔

---

(۱) احیاء علوم الدین: ۴/۱۷۱ تا ۱۷۲...... عیون الحکایات ابن الجوزی: ۲/۴۲ تا ۴۴۔

اچانک کسی کہنے والے نے کہا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اسے کیسی ہی بڑی مصیبت میں پڑھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس مصیبت کو اس پاکیزہ کلمات کی برکت سے دور فرمادے گا۔ کیا کوئی شخص مجھ سے وہ کلمہ سیکھنا چاہتا ہے؟۔ جو شخص سونے کی دس ہزار اشرفیاں خرچ کرے گا میں اسے یہ پاکیزہ کلمہ سکھاؤں گا۔

چنانچہ جس نوجوان کے پاس دس ہزار اشرفیاں تھیں اس نے سن کر کہا: میں یہ عمل آپ سے سیکھنا چاہتا ہوں۔ کہنے والے نے کہا: اپنی ساری رقم سمندر میں ڈال دو۔

اس مردِ صالح نے ساری رقم سمندر میں ڈال دی، کہنے والے نے کہا: پڑھو، وہ کلمہ یہ آیت مبارکہ ہے :

وَ مَـن یَتَّـقِ اللّٰهَ یَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً، وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَـن یَتَـوَکَّـلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْراً o (سورۂ طلاق:۲،۳)

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے (دنیا و آخرت کے رنج و غم سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اللہ) اسے کافی ہے، بیشک اللہ اپنا کام پورا کرلینے والا ہے، بیشک اللہ نے ہر شے کے لئے اندازہ مقرر فرما رکھا ہے۔

اس نوجوان نے یہ آیاتِ مبارکہ یاد کرلیں اور اسے یقین ہوگیا کہ میں نے بہت بڑی دولت حاصل کرلی ہے، اور میری رقم رائیگاں نہیں گئی۔

جب باقی مسافروں نے اس شخص کا یہ طرزِ عمل دیکھا تو کہنے لگے: اے مسافر! یہ تو نے کیا کیا؟ تو نے خواہ مخواہ اپنی رقم سمندر میں پھینک دی اور اپنی ساری دولت سے محروم ہوگیا۔

ابھی ان مسافروں کی یہ بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہر طرف سے کالی گھٹائیں چھانے لگیں، سمندر میں طغیانی آ گئی، سرکش موجوں نے آن کی آن میں بحری جہاز کو تباہ و برباد کر ڈالا اور سارے مسافر غرق ہو گئے۔ آیاتِ مبارکہ سیکھنے والا جوان کہتا ہے کہ جب جہاز طوفان کی نذر ہونے لگا تو میں نے یقین کامل کے ساتھ انھیں آیات کو وِرد کیا تو اچانک مجھے ایک تختہ نظر آیا، میں نے اس کا سہارا لیا، میری زبان پر مسلسل وہی آیات مبارکہ جاری تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم فرمایا اور میں اس تختے کے سہارے ساحل تک پہنچ گیا۔

میں سمندر سے باہر نکلا اور آس پاس کا جائزہ لیا تو مجھے قریب ہی ایک خوبصورت محل نظر آیا۔ میں اس میں داخل ہوا تو وہاں ایک حسین وجمیل دوشیزہ موجود تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں بصرہ کی رہنے والی ہوں اور مجھے ایک جن نے اَغوا کر کے یہاں قید کر رکھا ہے۔ اس سمندر میں جو بھی جہاز غرق ہوتا ہے، وہ خبیث جن اس کا تمام مال واسباب یہاں اس محل میں لے آتا ہے۔ شاید تمہارا جہاز بھی غرق ہو گیا ہے، اب وہ خبیث جن آنے ہی والا ہے، تم فوراً کہیں چھپ جاؤ؛ ورنہ وہ تمہیں دیکھتے ہی قتل کر دے گا، جلدی کرو، اس کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔

وہ نوجوان کہتا ہے کہ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک جانب سے شدید کالا دھواں نظر آیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ وہی جن ہے، میں نے فوراً بلند آواز سے انھیں آیات مبارکہ کا وِرد شروع کر دیا۔

جب آیت مبارکہ کی آواز فضا میں بلند ہوئی تو وہ سارا دھواں خاک ہو کر ہوا میں اُڑ گیا، اب وہاں کسی جن کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ الحمدللہ! ان آیات کی برکت سے ہمیں اس ظالم جن سے نجات مل گئی۔ میں نے اس دوشیزہ سے کہا: چلو اُٹھو، اب تم آزاد ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس خبیث جن کا کام تمام کر دیا ہے۔

چنانچہ ہم دونوں وہاں سے اُٹھے اور محل کے خزانے سے بہت ساری دولت جمع کی۔ جتنا ہم سے ہوسکا ہم نے وہاں سے خزانہ اُٹھایا، یہاں تک کہ ہمارے پاس مزید کوئی ایسی چیز نہ بچی جس میں ہم مال ودولت رکھتے۔ پھر ہم ساحل سمندر پر آئے اور کسی جہاز کا انتظار کرنے لگے۔

کچھ ہی دیر بعد ہمیں دور سے ایک جہاز دکھائی دیا، ہم نے کپڑا لہرا کر اسے اپنی طرف بلایا۔ الحمد للہ! جہاز ہماری طرف آیا اور اتفاق کی بات تھی کہ وہ جہاز بصرہ ہی کی جانب جارہا تھا۔ چنانچہ ہم دونوں اس میں سوار ہوگئے، بصرہ پہنچ کر اس دوشیزہ نے کہا: تم فلاں جگہ جاؤ اور ان سے میرے متعلق پوچھو کہ وہ کہاں ہے؟ میں مطلوبہ جگہ پہنچا اور لوگوں سے اس لڑکی کی بابت دریافت کیا تو انھوں نے کہا: وہ بیچاری تو تقریباً تین سالوں سے لاپتہ ہے، ہم اس کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔

میں نے کہا: تم میرے ساتھ آؤ، میں اس سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں۔ وہ لوگ حیرانی وخوشی کے عالم میں میرے ساتھ ہولیے۔ جب انھوں نے اس لڑکی کو دیکھا تو انھیں یقین نہیں آرہا تھا، پھر بڑی عقیدت سے اس کے سامنے مودبانہ کھڑے ہوگئے۔ آج وہ لوگ بہت زیادہ خوش وخرم تھے؛ کیوں کہ انھیں ان کی گمشدہ ملکہ مل چکی تھی۔ پھر اس لڑکی نے اپنے خادموں اور دوسرے عزیز واَقارب سے درخواست کی کہ اس نوجوان نے مجھ پر بڑا اِحسان کیا ہے؛ لہٰذا میری خواہش ہے کہ میری اسی کے ساتھ شادی کردی جائے۔ اس طرح وہ دونوں شادی کے بندھن میں بندھ گئے اور ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔(۱)

میں خیر خواہوں میں سے ہوں

علماے مغرب اور فقہاے مالکیہ میں محمد بن سحنون رحمۃ اللہ علیہ (م۲۶۵ھ) کا نام

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲۵۷ تا ۲۵۹۔

فقہ وحدیث، زہد وتقویٰ اور دیگر کئی حیثیتوں سے بڑا امتیاز اور مشہور ہے۔ ان کا عالم یہ تھا کہ قصر شاہی کے کسی معتبر آدمی کا بیان ہے کہ وہ ایک شب نماز عشا کے کچھ دیر بعد محل سے باہر سیر کرنے کے لیے نکلا، اچانک اس کے کانوں میں کسی گھر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز ٹکرائی :

وَ قَاسَمَهُمَآ اِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ ۝ (سورۂ اعراف: ۷/۲۱،۲۲)

اور ان دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ بے شک میں تمہارے خیرخواہوں میں سے ہوں۔ پس وہ فریب کے ذریعہ دونوں کو (درخت کا پھل کھانے تک) اُتار لایا۔

اور وہ بار بار اسی ایک آیت کی تکرار کر رہا تھا۔ اسے اسی حال میں چھوڑ کر وہ محل میں واپس چلا گیا۔ پھر جب صبح نماز فجر کے لیے اسی راہ سے اس کا گزر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ابھی تک اسی حالت میں ہے اور بدستور وہی آیت اس کے وردِ زبان ہے۔ اور پھر میں نے اپنے ان کانوں سے چھٹائی پر آنسوؤں کے ٹپکنے کی آواز بھی سنی۔

اب مجھے تشویش لاحق ہوئی اور شوق ورشک میں میں ایک گوشے میں جا کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ اپنے چہرے کو چھپائے ہوئے نماز فجر کے لیے نکلا۔ میں اس کا تعاقب کرتا رہا، منزل پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ پوری رات اشک ریزی اور شب خیزی کرنے والا کوئی اور نہیں، وقت کا امام وفقیہ محمد بن سحنون تھا۔(۱)

ہاں! اَب وہ وقت آ گیا!

حضرت جعفر بن حرب ہمدانی (م ۳۰۶ھ) پہلے پہل بہت مالدار شخص تھے اور اسی کے بل بوتے پر بادشاہ کے وزیر بھی بن گئے اور لوگوں پر ظلم وستم ڈھانا شروع کر دیا۔ ایک

---

(۱) ترتیب المدارک وتقریب المسالک: ۱/۲۸۱۔

دن آپ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا :

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ o (سورۂ حدید:١٦)

کیا ایمان والوں کے لئے (ابھی) وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد
کے لئے رِقت کے ساتھ جھک جائیں۔

یہ سن کر آپ نے چیخ ماری اور کہا: اے میرے پروردگار! کیوں نہیں! آپ بار بار یہی کہتے جاتے اور روتے جاتے۔ پھر اپنی سواری سے اُتر کر اپنے کپڑے اُتارے اور دریائے دجلہ میں چھپ گئے۔

ایک شخص جو آپ کے حالات سے واقف تھا، دریائے دجلہ کے قریب سے گزرا تو آپ کو پانی میں کھڑے ہوئے پایا۔ چنانچہ اس نے آپ کو ایک قمیص اور تہبند بھجوایا۔ آپ نے ان کپڑوں سے اپنا بدن ڈھانپا اور پانی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں سے ظلماً لیا گیا مال واپس کر دیا اور بچ رہنے والا مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ تحصیل علم اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے؛ اور اسی حالت میں اپنے مالک ومولیٰ سے جا ملے۔(١)

تختوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے

حضرت ابو عمرو ابن السماک (م ٣٤٤ھ) بیان کرتے ہیں کہ بنو اُمیہ کا بانکا، چھریرا، خوبصورت، حسین وجمیل نوجوان موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے عیش وعشرت، تن پروری، خوش لباسی اور ماہ وش کنیزوں اور غلاموں کی جھرمٹ میں سرمستی حیات کا عادی تھا۔ انواع واقسام کے لذائذ سے اس کا دسترخوان ہمہ وقت لبریز رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا مجلس طرف سجائے، رات کی رات غم وآلام دنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔

---

(١) کتاب التوابین: ١٦٣، ١٦٤۔

ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی اور یہ ساری کی ساری دولت وہ اپنی عیاشیوں پر قربان کر دیتا۔ شارع عام پر نہایت بلند و بالا خوبصورت مکان بنا رکھا تھا، جس کا گیٹ نہایت شاندار تھا، اپنے محل میں بیٹھا کبھی وسیع گزرگاہ کی رونقوں سے محظوظ ہوتا، عقبی جانب نہایت شاندار باغ لہلہا رہا تھا، جس میں حسین وجمیل پھولوں کی کیاریاں قرینے سے آراستہ رہتیں، کبھی اس میں مجلس طرف سجاتا، موسیٰ کے محل میں ہاتھ دانت کا بنا ہوا ایک قبہ تھا جس میں چاندی کی میخیں تھیں اور جس کے بعض حصوں پر سنہرا جڑاؤ تھا، قبہ کے عین بیچوں بیچ قیمتی تخت خاص شہزادہ کے جلوس کے واسطے بنایا گیا تھا۔

جسم پر قیمتی لباس اور جڑاؤ عمامہ پہن کر موسیٰ اس پر بیٹھتا، اردگرد دوست واحباب کی نشستیں ہوتیں، پشت پر خدام وغلام ایستادہ ہوتے، قبے کے باہر گویوں کے بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی، جہاں بیٹھ کر وہ اپنے نغمہ وسرور سے موسیٰ اور اس کے ہم مشربوں کا جی بہلاتے۔ مہ جمال گانے والیاں بھی کبھی رونق مجلس بڑھاتیں۔ ان میں اور مردانہ نشست گاہ میں ایک باریک پردہ حائل رہتا جسے حسب خواہش کبھی ہٹا دیا جاتا، پردہ کو جنبش دینا اس بات کا اشارہ تھا کہ فوارۂ نغمات کا اُبال شروع ہوا اور جب گانا بند کروانا چاہتا تو اس وقت بھی محض اشارہ کر دیتا۔

رات ڈھلے عیش وعشرت سے تھک کر ماہ وش کنیزوں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا شب باشی کرتا۔ دن کو شطرنج ونرد کی بساطیں جمتیں، کبھی بھولے سے بھی اس کی مجلس پر موت یا کسی غم واندوہ کے تذکرے کا سایہ نہ پڑتا، اسی عالم سرمستی وشباب میں ستائیس سال گزر گئے۔

ایک رات حسب معمول ساز ورباب کی محفل میں بالاخانہ پر بیٹھا گانے سن رہا تھا، اس کی نگاہوں کے سامنے بازار رقص وسرود گرم تھا، شراب کے جام چل رہے تھے کہ اتنے میں کہیں سے اس کی کانوں میں ایک آواز گونجی ، اس پر درد آواز سے اس کے دل پر

چوٹ لگی، اس کی طبیعت میں ایک تغیرآ گیا، آواز میں ایسا اُتار چڑھاؤ تھا کہ وہ ٹھیک سے سن نہیں پا رہا تھا، اس نے ہمہ تن گوش ہوکر اسے سننے کی کوشش کی، اور حکم دیا کہ یہ رقص وسرود بند کردو۔ غلاموں سے کہا کہ یہ بھینی بھینی آواز میں کون نغمہ سرا ہے، جاؤ اسے میرے دربار لےکر آؤ۔

غلام نکل پڑے، ساتھ ہی ایک مسجد تھی، اندر پہنچے تو دیکھا کہ ایک جوان ہے جوشوریدہ سر پھٹی پرانی چادر اوڑھ کر اللہ کی خشیت و یاد میں دیوانہ وار مناجات کیے جا رہا ہے، جاگ جاگ کر گردن سوکھ گئی تھی، فاقے کی وجہ سے جسم پر لاغری آ گئی تھی، شدت پیاس سے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ غلاموں نے اسے مسجد سے نکالا اور شہزادے کے سامنے پیش کر دیا۔

شہزادے نے پوچھا: اے درویش صفت جوان! تم کیا گا رہے تھے، جسے سن کر میری طبیعت دگرگوں ہوگئی۔ اس نے جواب دیا: میں نغمہ لاہوتی گا رہا تھا اور اللہ کے کلام کی تلاوت کر رہا تھا۔ شہزادے نے کہا: ذرا ہمیں بھی سناؤ۔ چنانچہ اس جوان نے اس طرح پڑھنا شروع کیا :

إِنَّ الأَبُرَارَ لَفِي نَعِيُمٍ عَلَى الأَرَائِکِ يَنُظُرُونَ تعُرِفُ فِي
وُجُوهِهِمُ نَظُرَةَ النَّعِيُمِ يُسُقَونَ مِنُ رَحِيُقٍ مَخُتُومٍ خِتَامُهُ
مِسُکٌ وَ فِي ذٰلِکَ فَلُيَتَنَافَسِ الُمُتَنَافِسُونَ وَ مِزَاجُهُ مِنُ تَسُنِيُمٍ
عَيُناً يَشُرَبُ بِهَا الُمُقَرَّبُونَ o (سورۂ مطففین: ۲۲/۸۳ تا ۲۸)

بے شک نیکوکار (راحت ومسرت سے) نعمتوں والی جنت میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے۔ آپ ان کے چہروں سے ہی نعمت و راحت کی رونق اور شگفتگی معلوم کرلیں گے۔ انھیں سربہ مہر بڑی لذیذ شرابِ طہور پلائی جائے گی۔ اس کی مہر کستوری کی ہوگی، اور (یہی وہ شراب ہے) جس کے

حصول میں شائقین کو جلد کوشش کر کے سبقت لینی چاہیے۔ اور اس (شراب) میں آبِ تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ (یہ تسنیم) ایک چشمہ ہے جہاں سے صرف اہل قربت پیتے ہیں۔

یہ سن کر وہ شہزادہ ہاشمی بے اختیار چیخ پڑا اور اُٹھ کر اس جوان سے لپٹ گیا۔ درباریوں کی چھٹی کر دی، اور محل کے سارے پردے گرا دیے گئے، شہزادہ اسے لے کر صحن میں آ گیا اور ایک بوریا بچھا کر بیٹھ گیا، اور فریاد کر کے کہنے لگا کہ مجھے اس طرح کی کچھ اور باتیں سنا؛ چنانچہ دیر تک اس جوان نے اسے اللہ کی آیتیں، اس کے وعدے، آخرت کی نعمتیں، پھر یوں ہی اس کے دیدار کی باتوں تک مضمون کھینچ کر لے گیا۔ یہ سن کر وہ تڑپ گیا، زمین پر گر پڑا، اور سچے دل سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ اور سارا سیم وزر، غلام و کنیز اور جائداد وغیرہ راہِ خدا میں خیرات کر دی۔ پھر اس نوجوان سے کہا کہ خدارا مجھے اپنی صحبت سے محروم نہ کرو جہاں رہو مجھے بھی ساتھ رکھو، چنانچہ دونوں ساتھ ساتھ رہنے لگے، اور اس نے ایسی عبادت و ریاضت اختیار کی اور ایسی شب خیزی و اشک ریزی کی کہ اس دور کے صلحا و اولیا اس کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔

پھر ٹاٹ کے کپڑے پہن کر شرم سارانہ ننگے پاؤں مکہ معظّمہ روانہ ہو گیا، حج کیا، اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ ایک دن وفات سے ذرا قبل وہ دیوانہ وار پچھلی رات خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، طوفِ حرم کے دوران جب وہ باب کعبہ کے سامنے آیا تو عرض کرنے لگا :

أتیتک عاصیا یا ذا المعالي　　ففرج ما ترى من سوء حالي
إلى من یرجع المملوک إلا　　إلى مولاه یا مولى المـوالي

یعنی مولا مجھے تیری خبر نہ تھی، میں تیری معرفت سے بے خبر تھا، اور اسی بے خبری میں میں تیری نافرمانی کرتا گیا، بلندی والے رب جو میرا برا حال ہے، اسے اپنی

بخشش کے ساتھ خوش حالی سے بدل دے۔ میں تیرا غلام ہوں بتا اب تجھے چھوڑ کے کدھر جاؤں، اس لیے کہ غلام اچھا ہو برا ہو پلٹ کر پھر اپنے مالکلے پاس ہی تو آیا کرتا ہے۔

یہ شعر پڑھ کر وہ تڑپنے لگا اور چیخ و پکار، آہ وزاری کرتے کرتے اس نے اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دی۔ (۱)

مکر و فریب کرنے والے لوگ

حضرت ابوعثمان اسماعیل صابونی علیہ الرحمہ (م ۴۴۹ھ) بہت بڑے واعظ اور باکمال مفسر تھے۔ ایک دن وعظ کے دوران کسی نے ان کے ہاتھ میں ایک کتاب دی جس میں خوفِ الٰہی سے متعلق مضامین تھے۔ آپ نے اس کتاب کی چند سطریں مطالعہ فرمائیں اور ایک قاری سے کہا کہ یہ آیت پڑھو :

أَفَأَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الأَرْضَ أَو يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لاَ يَشْعُرُونَ ० (سورۂ نحل: ۴۵)

کیا وہ برے مکر و فریب کرنے والے لوگ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا (کسی) ایسی جگہ سے ان پر عذاب بھیج دے جس کا انہیں کوئی خیال بھی نہ ہو۔

پھر اسی قسم کی دوسری آیاتِ وعید قاری سے پڑھواتے رہے اور حاضرین کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہے۔ خود ان پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ خوفِ خدا سے لرزنے اور کانپنے لگے اور آپ کے پیٹ میں ایسا درد اُٹھا کہ بے چین ہو گئے۔ کچھ لوگ آپ کو اُٹھا کر گھر لے آئے اور طبیبوں نے بہت علاج کیا مگر درد میں کوئی کمی نہ واقع ہوئی؛ بالآخر اسی

---

(۱) روض الریاحین: ۵۷ تا ۶۰۔

حالت میں آپ کا اِنتقال ہوگیا۔(۱)

بیشک جہنم بُری قرارگاہ اور قیام گاہ ہے

حضرت ابوبکر شیرازی (م ۴۹۷ھ) سے منقول ہے کہ مکہ مکرمہ سے واپسی پر میں کئی دن عراق کے غیر آباد ویران جنگلوں میں پھرتا رہا۔ مجھے شخص نظر نہ آیا جس کی رفاقت اختیار کرتا۔ کافی دنوں کے بعد مجھے ایک خیمہ نظر آیا، ایسا لگتا تھا جیسے جانوروں کے بالوں سے بنایا گیا ہو۔

میں خیمہ کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہ ایک خستہ حال پرانا مکان تھا جسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ میں نے سلام کیا تو اندر سے ایک بوڑھی عورت کی آواز سنائی دی، اس نے پوچھا: اے ابن آدم! تم کہاں سے آرہے ہو؟۔ میں نے کہا: مکہ معظّمہ سے آرہا ہوں۔ پوچھا: کہاں کا اِرادہ ہے؟۔ میں نے کہا: شام جارہا ہوں۔

کہا: میں تیرے جیسے اِنسان کو جھوٹا اور غلط دعویٰ کرنے والا دیکھ رہی ہوں۔ کیا تو ایسا نہ کرسکتا تھا کہ ایک کونہ سنبھال لیتا اور اسی میں بیٹھ کر عبادت وریاضت کرتا یہاں تک کہ تجھے پیغامِ اجل آپہنچتا!۔ اے شخص! تو یہی سوچ رہا ہے نا کہ یہ بڑھیا اس بیابان جنگل میں ایک ٹوٹے پھوٹے مکان میں رہتی ہے، یہ کھاتی کہاں سے ہوگی؟۔ میں خاموش رہا۔ اس نے پوچھا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے۔ میں نے کہا: الحمدللہ! مجھے قرآن یاد ہے۔

کہا: سورۂ فرقان کی آخری آیات پڑھو۔ چنانچہ میں نے پڑھنا شروع کیا :

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَاماً، وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَقِيَاماً،

---

(۱) اولیاے رجال الحدیث:۱۵۳۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً، إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرّاً وَمُقَاماً......o (سورۂ فرقان: ۲۵/۶۳ تا ۶۶)

> اور (خدائے) رحمان کے (مقبول) بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل (اکھڑ) لوگ (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے) ہیں۔ اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لئے سجدہ ریزی اور قیامِ (نیاز) میں راتیں بسر کرتے ہیں۔ اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو (ہمہ وقت حضورِ باری تعالیٰ میں) عرض گزار رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے دوزخ کا عذاب ہٹا لے، بیشک اس کا عذاب بڑا مہلک (اور دائمی) ہے۔ بیشک وہ (عارضی ٹھہرنے والوں کے لئے) بری قرارگاہ اور (دائمی رہنے والوں کے لئے) بری قیام گاہ ہے۔

اِن آیتوں کا اس کے کان میں پڑنا تھا کہ وہ بے تحاشا چیخنے لگی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑی، کافی دیر بعد رات گئے اِفاقہ ہوا تو وہی آیات دبے لفظوں پڑھتی رہی اور شدید آہ وزاری کرتی رہی۔ اس نے دوبارہ مجھے وہی آیات پڑھنے کو کہا: میں نے تلاوت کی تو پہلے کی طرح پھر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

جب کافی دیر تک ہوش نہ آیا تو میں بہت پریشان ہو گیا اور سوچنے لگا کہ کیسے معلوم کیا جائے کہ یہ بیہوش ہے یا اِنتقال کر گئی ہے؟ اسے وہیں چھوڑ کر میں ایک سمت چل دیا۔ تقریباً نصف میل چلنے کے بعد مجھے بدوؤں کی ایک وادی نظر آئی۔ جب وہاں پہنچا تو ایک لونڈی اور دو نوجوان میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا: اسے مسافر! کیا تو جنگل میں موجود گھر کی طرف سے آ رہا ہے؟۔

میں نے کہا: ہاں۔ پوچھا: کیا تو نے وہاں قرآن کی تلاوت کی؟۔ میں نے کہا: ہاں۔ نوجوان نے کہا: ربِ کعبہ کی قسم! تو نے اس بڑھیا کو قتل کر دیا۔ پھر ہم اس گھر کی طرف آئے، لونڈی نے بڑھیا کو دیکھا تو وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر چکی تھی۔

مجھے نوجوان کے انداز نے تعجب میں ڈال دیا، میں حیران تھا کہ اس نے کیسے جانا کہ قرآن سن کر بڑھیا کا اِنتقال ہوجائے گا۔ میں نے لونڈی سے پوچھا: یہ نوجوان کون ہے اور بڑھیا سے اس کا کیا رشتہ ہے؟۔ کہا: یہ خدارسیدہ بڑھیا ان کی بہن تھی، تیس سال سے اس نے کسی انسان سے گفتگو نہ کی، بھوکی پیاسی اسی جنگل میں عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتی۔ تین دن بعد تھوڑا سا پانی پی کر اور تھوڑا سا کھانا کھا کر گزارہ کرتی؛ یہاں تک کہ آج اپنے خالق حقیقی سے جا ملی۔(۱)

خشیت مولا کا جداگانہ رنگ

حضرت یزید بن ابان الرقاشی ہمہ وقت محوآہ وبکا رہتے۔ گھر میں داخل ہوتے تب بھی روتے، کسی جنازے میں شریک ہوتے پھر بھی روتے۔ اور ان کی مجلس میں بیٹھنے ہر شخص ان کا رونا دیکھ کر خود بھی رونے لگتا۔

ایک دن ان کے صاحبزادے نے ان سے دریافت کیا: والدگرامی! آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟۔ قسم بخدا! اگر آتش دوزخ صرف آپ ہی کے لیے بھڑکائی گئی ہوتی تو آپ کے آنسوؤں کے سیلاب سے وہ بھی بجھ گئی ہوتی۔

فرمایا: تیری ماں تجھ پر نوحہ کناں ہو۔ یقیناً جہنم میرے لیے، میرے دوستوں کے لیے اور ہمارے جن بھائیوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ بیٹے! کیا تم نے ارشادِ باری تعالیٰ نہیں پڑھا :

سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَا الثَّقَلاَنِ o (سورۂ رحمٰن: ۵۵/۳۱)

کیا تیری نظر سے یہ آیت نہیں گزری :

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم: ۲/۱۰۹، ۱۱۰...... صفۃ الصفوۃ: ۴/۳۹۳۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلاَ تَنْتَصِرَانِ o

یوں ہی آپ آیتیں تلاوت کرتے رہے، جب اس آیت پر پہنچے :

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ o

تو راوی کہتے ہیں کہ حضرت رقاشی روتے تڑپتے اور چیختے ہوئے پورے گھر میں دیوانہ وار گھومنے لگے حتیٰ کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔

یہ منظر دیکھ کر ماں نے بیٹے سے پوچھا: تم نے اپنے باپ کا کتنا برا حال کردیا ہے؟۔ بیٹا سراپا نیاز بن کر عرض کرتا ہے: امی جان! قسم بخدا، میری نیت یہ تھی کہ میرا کہا سن کر وہ شاید رونا دھونا کچھ کم کردیں، نہ یہ کہ ان کا گریہ وبکا شباب پر آجائے اور وہ خود کو جان آفریں کے حوالے کردیں۔(۱)

اور تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں

حضرت عامر بن ملیک بحرانی ایک کنیز سے حکایۃً نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک رات منیفہ بنت ابوطارق کے یہاں شب باش ہوئی، تو اس نے دیکھا کہ قیام لیل میں انھوں نے مندرجہ ذیل آیت کی تکرار کرتے کرتے صبح کردی :

وَ كَيفَ تَكْفُرُونَ وَ أَنتُمْ تُتْلٰى عَلَيكُمْ آيَاتِ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُولُهُ، وَمَـنْ يَّـعْـتَـصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ o (سورۂ آل عمران: ۱۰۱/۳)

اور تم (اب) کس طرح کفر کروگے حالاں کہ تم وہ (خوش نصیب) ہو کہ تم پر اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور تم میں (خود) اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ

---

(۱) الرقۃ والبکاء ابن ابی الدنیا: ۲۶۲/۱ حدیث: ۲۴۶۔

وآلہ وسلم) موجود ہیں، اور جو شخص اللہ (کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی جاتی ہے۔(۱)

جب وہ جہنم کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے

مشہور بزرگ حضرت یحییٰ - جنھیں لوگ ان کی زیادہ رونے کی وجہ سے 'بکّا' کہا کرتے تھے - جب ان کے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی گئی :

وَ لَو تَرىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ ٥ (سورۂ انعام:۶/۲۷)

آپ (اس وقت) دیکھیں جب کہ یہ دوزخ کے (کنارے پر) کھڑے کیے جائیں گے۔

یہ آیت سن کر چیخ اُٹھے، اور تقریباً چار ماہ تک صاحب فراش رہے۔ بصرہ کے اَطراف سے لوگ ان کی عیادت کے لیے آیا کرتے تھے۔(۲)

اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہیں

ابن عمیر کے واسطہ سے حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سلمان' کوفہ کے بازار سے گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک جوان زمین پر پڑا ہوا ہے اور لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہیں، (سوال کرنے پر) جناب سلمان کو بتایا گیا کہ یہ جوان غش کھا کر گر پڑا ہے، کچھ دعائیں پڑھ دیجیے تاکہ اس کو ہوش آ جائے۔

جیسے ہی سلمان اس کے سرہانے پہنچے تو اس جوان نے کہا: اے سلمان! جو کچھ میرے بارے میں ان لوگوں نے کہا وہ صحیح نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں اس بازار سے گزر رہا

---

(۱) صفۃ الصفوۃ:۴۱۸۔

(۲) احیاء علوم الدین مترجم:۴/۲۸۳۔

تھا تو اچانک نگاہ پڑی کہ ایک لوہار ہتھوڑے کے ذریعہ لوہے کو پیٹ رہا ہے، یہ دیکھ کر مجھے قرآن مجید کی یہ آیت یاد آ گئی :

وَ لَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ٥ (سورۂ حج:۲۲/۲۱)

اوران کے لیے لوہے کے گرز مہیا کیے گئے ہیں۔

عذاب خدا کے خوف کی وجہ سے میری عقل پریشان ہوگئی۔ سلمان نے اس جوان سے کہا: واقعتاً تم ایک عظیم انسان ہو آج سے تم میرے (دینی) بھائی ہو، اور پھر ان دونوں کے درمیان دوستی اور رفاقت پیدا ہوگئی۔

ایک روز جوان مریض ہوا، اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے، سلمان اس کے سرہانے پہنچے، سلمان نے کہا: اے ملک الموت! میرے بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرنا، جواب آیا: میں ہر مومن کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں۔

کاش! وہ مسلمان ہوتے

حضرت عبدہ بن عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنگی مہم پر ملک روم کے لیے نکلے؛ ایک نوجوان بھی ہمارے ساتھ ہولیا جس کی قابلیت کا کوئی جواب نہ تھا۔ ہم میں اس سے زیادہ نہ کوئی قرآن کا عالم وقاری تھا اور نہ ہی فقہ وفرائض کا ماہر۔ وہ دن میں روزے رکھتا اور رات میں قیام کرتا تھا۔ اس دوران ہمارا گزر ایک قلعہ سے ہوا۔ وہ جوان لشکر سے کٹ گیا اور قلعہ کے قریب اُتر گیا۔

ہم نے سمجھا کہ شاید اسے کوئی فطری ضرورت ہو، حاجت پوری کر کے واپس آ جائے گا۔ اتنے میں اس کی نگاہ قلعہ کے برج سے جھانکتی ہوئی ایک نصرانی عورت پر پڑ گئی، جو حسن وجمال کا مجسمہ تھی، اسے دیکھتے ہی نوجوان بے قابو ہوگیا اور پہلی نظر ہی میں اس پر سب کچھ وار بیٹھا۔

اس سے رومی زبان میں کہتا ہے :

كيف السبيل إليك ؟.

یعنی تم تک پہنچنے کی کیا سبیل ہے؟، اور تم سے قرب و وصال کے لمحات کیسے میسر آسکتے ہیں؟۔

اس نے کہا :

بڑا آسان سودا ہے۔ بس نصرانی بن جاؤ، صدر دروازہ تمہارے لیے کھول دیا جائے گا اور پھر میں تمہارے پہلوؤں میں کھیل رہی ہوں گی۔

راوی کہتے ہیں کہ خبث باطنی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اس کا کہا مان لیا اور قلعہ کے اندر چلا گیا۔

اِدھر ہم نے بڑی جاں فشانی کے ساتھ غزوہ لڑا؛ مگر ہر وقت ہمیں اس کی فکر کھائے جا رہی تھی؛ کیوں کہ ہم میں کا ہر شخص اسے اپنے سگے بیٹے سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

کچھ دنوں کے بعد ہم پھر ایک دوسری مہم کے لیے اسی راہ پر نکلے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نصرانیوں کے ساتھ قلعہ کے اوپر کھڑے ہو کر نظارے کر رہا ہے۔

ہم نے اس سے کہا: اے فلاں! تمہاری قراءت نے تمہیں کیا فائدہ دیا؟ تمہارے علم کا کیا بنا؟؟ اور تمہارے صوم وصلوٰۃ نے تمہیں کیا نفع پہنچایا؟؟؟۔

حسرت ویاس کی تصویر مجسم بنا کہنے لگا: یاد رہے کہ میں سارا قرآن بھول چکا ہوں، صرف ایک آیت ابھی تک میرے حافظے کا حصہ بنی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے :

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَو كَانُوا مُسْلِمِيْنَ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَ يُلْهِهِمُ الامَلُ فَسَوفَ يَعْلَمُونَ o (سورۃ الحجر: ۳/۱۵)

کفار (آخرت میں مومنوں پر اللہ کی رحمت کے مناظر دیکھ کر) بار بار آرزو کریں گے کہ کاش! وہ مسلمان ہوتے۔ آپ (غمگین نہ ہوں) انہیں چھوڑ دیجئے وہ کھاتے

(پیتے) رہیں اور عیش کرتے رہیں اور (ان کی) جھوٹی امیدیں انہیں (آخرت سے) غافل رکھیں پھر وہ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔(۱)

اور جب اَعمال نامے کھول دیے جائیں گے

حضرت ابوہاشم الصوفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بصرہ جانے کا اِرادہ کیا اور ایک ساحل پر آیا تا کہ کسی کشتی میں سوار ہوکر جانب منزل روانہ ہوجاؤں۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کشتی موجود ہے، اور اس میں ایک لونڈی اور اس مالک سوار ہے۔ میں نے بھی کشتی میں سوار ہونا چاہا تو لونڈی کے مالک نے کہا: اس کشتی میں ہمارے علاوہ کسی اور کے لیے جگہ نہیں، ہم نے یہ ساری کشتی کرایہ پر لے لی ہے؛ لہٰذا تم کسی اور کشتی میں بیٹھ جاؤ۔

لونڈی نے جب یہ بات سنی تو اس نے اپنے آقا سے کہا: اس مسکین کو بٹھا لیجیے۔ چنانچہ اس لونڈی کے مالک نے مجھے بیٹھنے کی اِجازت دے دی اور کشتی جھومتی ہوئی بصرہ کی جانب سطح سمندر پر چلنے لگی۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ میں ان دونوں سے الگ تھلگ ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں خوش گپیوں میں مشغول خوشگوار موسم سے خوب لطف اندوز ہورہے تھے۔

پھر مالک نے کھانا منگوایا اور دسترخوان بچھا دیا گیا۔ جب وہ دونوں کھانے کے لیے بیٹھے تو انھوں نے مجھے آواز دی: اے مسکین! تم بھی آجاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ مجھے بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی اور میرے پاس کھانے کو کچھ تھا بھی نہیں؛ چنانچہ میں ان کی دعوت پر ان کے ساتھ کھانے لگا۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو اس شخص نے اپنی لونڈی سے کہا: اب ہمیں شراب پلاؤ۔

---

(۱) المنتظم: ۲/۴۔

لونڈی نے فوراً شراب کا جام پیش کیا، اور وہ شخص شراب پینے لگا، پھر اس نے حکم دیا کہ اس مسکین کو بھی شراب پلاؤ۔ میں نے کہا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے، میں تمہارا مہمان ہوں اور تمہارے ساتھ کھانا کھا چکا ہوں، اب میں شراب ہرگز نہیں پیوں گا۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی!۔

پھر جب وہ شراب کے نشے میں مست ہو گیا تو لونڈی سے کہا: سارنگی لاؤ اور ہمیں گانا سناؤ۔ لونڈی ساز لے کر آئی اور اپنی پرکشش آواز میں گانے لگی۔ اس کا مالک گانے سنتا رہا اور جھومتا رہا۔ لونڈی بھی سارنگی بجاتی رہی اور اپنے مالک کا دل خوش کرتی رہی۔

یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا، وہ دونوں اپنی ان رنگینیوں میں بدمست تھے اور میں اپنے رب کے ذکر میں مشغول رہا۔ جب کافی دیر گزر گئی اور اس کا نشہ کچھ کم ہوا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: کیا تو نے پہلے کبھی اس سے اچھا گانا سنا ہے؟ دیکھو، کتنے پیارے انداز میں اس حسینہ نے گانا گایا ہے!، کیا تم بھی ایسا گا سکتے ہو؟۔

میں نے کہا: میں ایک ایسا کلام آپ کو سنا سکتا ہوں جس کے مقابلے میں یہ گانا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس نے حیران ہو کر کہا: کیا گانوں سے بہتر بھی کوئی کلام ہو سکتا ہے!۔ میں نے کہا: ہاں! اس سے بہت بہتر کلام ہے۔ اس نے کہا: اگر تمہارا دعویٰ درست ہے تو سناؤ، ذرا ہم بھی تو سنیں کہ گانوں سے بہتر کیا چیز ہے؟ تو میں نے سورۂ تکویر کی تلاوت شروع کر دی :

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ، وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ، وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ٥ (سورۂ تکویر:۸۱/۱تا۳)

جب سورج لپیٹ کر بے نور کر دیا جائے گا۔ اور جب ستارے (اپنی کہکشاؤں سے) گر پڑیں گے۔ اور جب پہاڑ (غبار بنا کر فضا میں) چلا دیے جائیں گے۔

میں تلاوت کرتا جا رہا تھا اور اس کی حالت تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں

سے سیلِ اشک، رواں تھا۔ بڑی توجہ وعاجزی کے ساتھ وہ کلامِ الٰہی کو سنتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ کلامِ الٰہی کی تجلیاں اس کے سیاہ دل کو منور کر چکی ہیں اور یہ کلام تاثیر کا تیر بن کر اس کے دل میں اُتر چکا ہے، اب اسے عشقِ حقیقی کی لذت سے آشنائی ہوتی جا رہی تھی۔ تلاوت کرتے ہوئے جب میں اس آیت پر پہنچا :

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ o (سورۂ تکویر:۱۰/۸۱)

اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔

تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا: جا! میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد کیا۔ پھر اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے شراب کے سارے برتن سمندر میں انڈیل دیے۔ سارنگی، باجا، اور آلاتِ لہو ولعب سب توڑ ڈالے، پھر وہ بڑے مودبانہ انداز میں میرے قریب آیا اور مجھے سینے سے لگا کر ہچکیاں لے لے کر رونے لگا اور پوچھنے لگا: اے میرے بھائی! میں بہت گنہ گار ہوں، میں نے ساری زندگی گناہوں میں گزار دی، اگر میں اب توبہ کروں تو کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے گا؟

میں نے اسے بڑی محبت دی اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔ وہ توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی مایوس نہیں لوٹتا، تم اس سے توبہ کرو، وہ ضرور قبول فرمائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ o (سورۂ بقرہ:۲۲۲/۲)

بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

چنانچہ اس شخص نے میرے سامنے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور خوب رو رو کر معافی مانگتا رہا۔ پھر ہم بصرہ پہنچے اور دونوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک

دوسرے سے دوستی کرلی۔ چالیس سال تک ہم بھائیوں کی طرح رہے۔ چالیس سال کے بعد اس مردِ صالح کا اِنتقال ہوگیا۔ مجھے اس کا بہت غم ہوا، پھر ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے میرے بھائی! دنیا سے جانے کے بعد تمہارا کیا بنا؟ اور تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟۔ اس نے بڑی دل رُبا اور شیریں آواز میں جواب دیا :

دنیا سے نکلنے کے بعد مجھے میرے رب ذوالجلال نے جنت میں جگہ عطا فرمادی۔ میں نے پوچھا: اے میرے بھائی! تمہیں جنت کس عمل کی وجہ سے ملی؟ اس نے جواب دیا: جب آپ نے مجھے یہ آیت سنائی تھی :

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ o (سورۂ تکویر:۸۱/۱۰)

اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔

تو اُسی آیت کی برکت سے میری زندگی میں اِنقلاب آگیا تھا۔ بس اسی وجہ سے میری مغفرت ہوگئی اور مجھے جنت عطا کردی گئی۔(۱)

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا؟

حضرت عتبہ نوجوان تھے اور (توبہ سے پہلے) فسق و فجور اور شراب نوشی میں مشہور تھے۔ ایک دن حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی مجلس میں آئے۔ اس وقت حضرت حسن اس آیت کریمہ کی تفسیر فرما رہے تھے :

أَ لَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُھُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ o (سورۂ حدید:۱۶)

کیا ایمان والوں کے لئے (ابھی) وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے رِقت کے ساتھ جھک جائیں۔

---

(۱) عیون الحکایات ابن الجوزی مترجم:۱/۳۰۵ تا ۳۰۷...... درۃ الناصحین:۲۱۶ تا ۲۱۷۔

آپ نے اس قدر موثر وعظ فرمایا کہ لوگوں پر گریہ طاری ہوگیا۔ ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے نیک آدمی! کیا اللہ تعالیٰ مجھ جیسے فاسق و فاجر کی توبہ قبول کرلے گا اگر میں توبہ کروں۔

شیخ نے فرمایا: تیرے فسق و فجور کے باوجود اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے گا۔ جب عتبہ نے یہ بات سنی تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور سارا بدن کانپنے لگا۔ وہ چلایا اور غش کھا کر گر گیا، اور اس کے ہونٹوں پر یہ اشعار تھے۔

أ یا شابا لرب العرش عاصی　　أ تدري ما جزاء ذوي المعاصي
سعیر للعصاة لها زفیر　　وغیظ یومٍ یؤخذ بالنواصي
فإن تصبرعلی النیران فاعصه　　و إلا کن عن العصیان قاصي
وفیما قد کسبت من الخطایا　　رهنت النفس فاجهد فی الخلاصِ

اے مالک عرش کی نافرمانی کرنے والے نوجوان! کیا تجھے کچھ خبر ہے کہ گنہ گاروں کی کیا سزا ہے؟۔

نافرمانوں کے لیے جہنم ہے جس میں گرج ہوگی اور جس دن انھیں ان کی پیشانیوں سے پکڑا جائے گا، اس دن تو غضب ہوجائے گا!۔

تو اگر تجھے آپ پر صبر کرنے کا یارا ہے تو نافرمانی کر؛ ورنہ اس سے باز آجا۔

تو نے گناہ کس لیے کیے ہیں۔ تو نے اپنے آپ کو پھنسا کے رکھ دیا ہے؛ لہٰذا اب نجات اور خلاصی کے لیے جدوجہد کر۔

پھر جب اسے ہوش آیا اور کچھ اِفاقہ ہوا تو کہنے لگا: اے شیخ! کیا مجھ جیسے کمینے کی توبہ بھی رب کریم قبول فرمالے گا۔

شیخ نے فرمایا: بدنصیب بندے کی توبہ اور معافی رب تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ پھر حضرت عتبہ نے سر اُٹھایا اور تین دعائیں کیں۔

☆ اے میرے پروردگار! اگر تو نے میری توبہ قبول کر لی اور میرے گناہ معاف فرما دیے تو مجھے فہم و یادداشت عطا کر، مجھے عزت عطا فرما کہ علوم دین اور قرآن کریم سے جو کچھ سنوں حفظ کر لوں۔

☆ اے اللہ! مجھے حسن آواز کا اِعزاز عطا فرما کہ جو بھی میری قراءت سنے، اگر وہ سنگدل بھی ہو تو اس کا دل نرم ہو جائے۔

☆ اے میرے مالک و مولا! رزقِ حلال عطا کر، اور مجھے وہاں سے روزی عطا فرما کہ مجھے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان تمام دعائیں قبول کر لیں۔ ان کا فہم تیز ہو گیا۔ جب بھی وہ قرآن کی تلاوت کرتے تو ہر سننے والا بے خود ہو کر تائب ہو جاتا۔ ان کے گھر روزانہ سالن کا ایک پیالہ اور دو روٹیاں رکھی ہوتیں اور پتا نہیں چلتا تھا کہ کون رکھ جاتا ہے۔ اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔(۱)

تم میری یاد کیا کرو

حضرت ابو ماجد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں صوفیہ سے بہت محبت رکھتا تھا، اور میرے دل میں ان کے لیے بہت عقیدت و احترام تھا۔ ایک دن میں ان کے پیچھے پیچھے ایک عالم کی مجلس میں پہنچا تو میں نے اس مجلس میں ایک نوجوان کو دیکھا جس کی زیارت کرنے کے لیے لوگ بے تاب تھے۔

اس نوجوان کی عادت یہ تھی کہ جب وہ 'اللہ اللہ' کی صدائیں سنتا تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھتا تھا۔ عین عالم شباب میں اسے اس طرح روتے تڑپتا دیکھ کر مجھے ازحد تعجب ہوا۔

---

(۱) مکاشفۃ القلوب: ۲۸ تا ۲۹۔

میں نے ایک بزرگ سے اس نوجوان کے بارے میں معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ توبہ کے بعد اسی طرح اشک باری کرتا اور نوافل کی اَدائیگی میں مصروف ہوجاتا ہے۔ اس کا دل بہت ہی نرم وگداز ہے، محبت الٰہی کی کوئی بات سننے کے بعد وارفتہ وبیخود ہوجاتا ہے۔ اسی اثنامیں کسی قاری نے یہ آیت تلاوت کی :

فَاذْکُرُوْنِیِ اَذْکُرْکُمْ o (سورۂ بقرہ:۲/۱۵۲)

تو میری یاد کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا۔

اس آیت کریمہ کو سننے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے میرے پروردگار! وہ ذلیل و رُسوا ہوگیا جس کے دل میں تیری یاد کے علاوہ کچھ اور بھی سمایا ہواہے۔ اے دلوں کے تسکین! اس بھری کائنات میں تیرے سوا ہے کون جسے یاد کیا جائے!۔(۱)

قبل اس کے کہ ہم چہروں کو بگاڑ دیں

روایت بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت عبداللہ بن سلام نے آیت کریمہ سنی :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوتُوا الکِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصدِّقًا لِمَا مَعَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَطْمِسَ وُجُوھًا فَنَرُدَّھَا عَلٰی اَدْبَارِھَا وَ نَلْعَنَھُمْ کَمَا لَعَنَّا اَصْحَابَ السَّبْتِ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُولاً o ()

اے اہلِ کتاب! اس (کتاب) پر ایمان لا جو ہم نے (اب اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) اتاری ہے جو اس کتاب کی (اصلا) تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے، اس سے قبل کہ ہم (بعض) چہروں (کے نقوش) کو مٹادیں اورانہیں ان کی پشت کی حالت پر پھیر دیں یا ان پر اسی طرح لعنت کریں جیسے ہم

---

(۱) بحرالدموع ابن الجوزی مترجم:۲۳۔

نے ہفتہ کے دن (نافرمانی کرنے) والوں پر لعنت کی تھی اور اللہ کا حکم پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔

تو بال بچوں کی محبت دل سے جاتی رہی، دنیا بیزار ہو کر چہرہ چھپائے سیدھے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے، اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! اس آیت کریمہ کو سننے کے بعد مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی ہے کہ میں گھر لوٹنے سے قبل ایک لمحہ تاخیر کیے بغیر سیدھا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا ہوں، صرف اس ڈر سے کہ کہیں میرا چہرہ نہ بگڑ جائے۔

کعب الاحبار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایمان لائے۔ کہا جاتا ہے کہ جب ان کے کانوں سے یہ آیت ٹکرائی تو بلاچوں چرا دامن اسلام سے وابستہ ہوگئے، اور فرمایا: اے پروردگار! میں ایمان لایا، میں مسلمان ہوا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس آیت کی وعید مجھے آنہ پکڑے۔(۱)

جو دِن بچوں کو بوڑھا کردے گا!

ایک مرتبہ حضرت ابوورّاق علیہ الرحمہ کے صاحبزادے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت کریمہ پر پہنچے :

إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا o (سورۂ مزمل:۱۷)

اگر تم کفر کرتے رہو تو اس دن (کے عذاب) سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کردے گا۔

اسے پڑھنے کے بعد ان پر خوفِ الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ دم توڑ دیا۔(۲)

---

(۱) تفسیر بغوی:۲/۲۳۱......تفسیر بحر محیط:۴/۱۵۷......تفسیر خازن:۲/۱۰۹......

(۲) تذکرۃ الاولیاء:۲/۸۷۔

آٹھ عظیم فائدے

حضرت شقیق بلخی - رحمتہ اللہ علیہ - کے حلقہ اِرادت میں سے ایک نیاز کیش جناب حاتم اَصم - علیہ الرحمہ - بھی تھے۔ ایک دن شقیق بلخی - رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ - نے دریافت فرمایا: میرے دوست! تو نے تیس سال کا طویل عرصہ میرے پاس گزارا ہے، ان میں کیا پایا؟۔ حاتم اصم - علیہ الرحمہ - نے عرض کی: آپ کے گلستانِ علم وفضل سے آٹھ فائدے حاصل کیے جو میری حیات اورنجات کے لیے کافی ہیں۔ حضرت شقیق بلخی - رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ - نے پوچھا وہ فوائد کون سے ہیں؟، عرض کی :

پہلا فائدہ: تو یہ کہ میں نے دیکھا کہ ہر آدمی نے اپنا کوئی نہ کوئی محبوب ومطلوب بنا رکھا ہے، جس کی طرف اُس کے دل کا میلان اور طبیعت کا رجحان ہے؛ مگر ان میں سے کچھ تو موت کے صحن میں قدم رکھتے ہی جدا ہو جاتے ہیں اور کچھ سر لحد بچھڑ کر اسے اکیلا وتنہا چھوڑ دیتے ہیں، اور تہِ خاک تو کوئی بھی ساتھ نہیں دیتا۔ تو میں نے کہا کہ بہترین دوست تو وہ ہے جو قبر کی تاریکیوں میں بھی دوستی کی شمع فروزاں کیے رکھے؛ لہٰذہ میں اَعمالِ صالحہ کے بغیر ایسا کوئی ساتھی نہ پایا تو پھر میں نے اَعمالِ حسنہ کو ہی اپنی محبتوں کا مرکز اور چاہتوں کا محور بنا لیا؛ تا کہ یہ اَعمال میری قبر میں اُجالا دیں، وحشت کدے میں غمگساری کریں اور تنہائی میں ساتھ دیں۔

دوسرا فائدہ : یہ حاصل ہوا کہ میں نے لوگوں کو خواہشاتِ نفس کے سامنے دست بستہ اور اُن کی تکمیل میں سرگشتہ پایا، تو میں نے قرآنِ حکیم کی اِس آیت میں غور کیا :

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَہَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی o (سورۂ النازعات:۷۹/۴۰)

اور جو ڈرتا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور اپنے نفس کو روکتا ہوگا

ہر بری خواہش سے تو یقیناً اس کا ٹھکانہ جنت ہی میں ہوگا۔

میرا ایمان تھا کہ قرآنِ مجید یقیناً سچا ہے تو میں نے مخالفت نفس کی راہ اَپنا لی، اور ہوا وَ ہوس سے لطف اَندوزی ترک کردی؛ یہاں تک کہ نفس' مائل بہ اِطاعت الٰہی ہوگیا۔

تیسرا فائدہ : یہ ہے کہ میں نے ہر آدمی کو دُنیاوی ساز و سامان سمیٹنے میں سرگرداں پایا؛ تو ربُّ العزت کے اِس فرمان نے مجھے دعوتِ فکر دی :

مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ o (سورۃ النحل:۱۶/۹۶)

جو مال و زَر تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو رحمت کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ باقی رہیں گے۔

تو میں نے دنیاوی اَندوختہ کو رضائے الٰہی کے لیے غربا، اور فقرا میں تقسیم کردیا؛ تاکہ رحیم و کریم پروردگار کے ہاں جمع ہو جائے۔

چوتھا فائدہ : یہ پایا کہ میں نے دیکھا کہ بعض لوگ کثرتِ اَفراد اور بلند خاندان کو اپنے لیے باعثِ عزت و وقار خیال کرتے ہیں اور وہ اسی پر نازاں رہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ مال و دولت، اَولاد کی کثرت کو باعثِ فخر گمان کرتے ہیں، اور اُس پر اِتراتے رہتے ہیں۔ بعض لوگ ناحق مال غصب کرنے، ظلم و ستم کرنے، اور خوں ریزی کرنے میں عزت و عظمت کا راز پوشیدہ سمجھتے ہیں۔ اور کچھ لوگ مال و متاع کو فضول خرچیوں کی آگ میں جھونک کر جاہ و حشمت کے حصول کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، تو میں نے جب اللہ تعالیٰ کے اِس قول پر غور کیا :

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقَاکُمۡ o (سورۃ الحجرات:۴۹/۱۳)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

تو میں نے تقویٰ اِختیار کرلیا اور مجھے یقین کامل ہوگیا کہ قرآن' حق و صادق ہے اور عقلِ فریب خوردہ کی ساری سوچیں خیالِ محض کے سوا کچھ اور نہیں۔ آپ کے فیضانِ صحبت سے

پانچواں فائدہ : یہ ہوا کہ میں نے لوگوں کو ایک دوسرے کی مذمت، ملامت اور غیبت میں مصروف دیکھا ہے۔ اور اس کا بنیادی سبب دولت، ثروت، مرتبہ ومقام اور علم وفضل پر حسد تھا، تو خدائے کریم کے اِس فرمان نے میری رہبری کی :

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَھُمۡ مَعِیۡشَتَھُمۡ فِی الۡحَیَاۃِ الدُّنۡیَا o

(الزخرف:۴۳/۳۲)

ہم نے خود تقسیم کیا ہے اُن کے درمیان سامانِ زیست کو اس دنیوی زندگی میں۔

تو مجھے معلوم ہوا کہ رِزق کی تقسیم تو حق تعالیٰ نے صبحِ اَزل ہی فرمادی تھی تو پھر میرے لیے کسی پر حسد کرنے کی گنجائش نہ رہی اور میں تقسیمِ خداوندی پر شاکر ہو گیا۔

چھٹا فائدہ : یہ تھا کہ میں نے دیکھا لوگ باہم برسرِ پیکار و دست بگریباں ہیں تو قرآنِ مجید نے مجھے میرے حقیقی دشمن کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا :

اِنَّ الشَّیۡطَانَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا o (سورۂ فاطر: ۶/۳۵)

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے، تم بھی اسے اپنا دشمن سمجھا کرو۔

تو مجھے اپنے دشمن کا سراغ مل گیا، اور اس کے سوا کسی سے دشمنی نہ رہی۔

ساتواں فائدہ : یہ ہوا کہ میں نے دیکھا ہر آدمی حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر جلبِ زر، اور کسبِ معاش میں اِس طرح کوشاں ہے کہ خودداری وعزتِ نفس کا گلا گھونٹ کر دولت کی دیوی کے سامنے سر بہ سجود ہے، تو مجھے قرآنِ پاک کی اِس آیت پاک سے یہ اِشارہ مل گیا :

وَ مَا مِنۡ دَابَّۃٍ فِی الاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُھَا o (سورۂ ھود: ۶/۱۱)

اور نہیں کوئی جاندار زمین پر مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ اُس کا رزق ہے۔

تو مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے رِزق کا ضامن اَرض وسما کا پالنہار ہے، تو میں نے کبھی کسی سے حسد نہیں کیا اور خیالِ غیر کو دل سے نکال دیا اور اسی کی بندگی و اِطاعت میں

مشغول ہوگیا۔ (اور جو کچھ ملا اِسی پر قناعت کرلیا)۔

آٹھواں فائدہ : یہ پایا کہ میں نے ہر ایک کو دیکھا کہ اِس کا اِنحصار مخلوق کے کسی نہ کسی فرد پر ہے۔ کوئی درہم و دینار پر بھروسہ کیے بیٹھا ہے، کوئی حکومت و سلطنت پر اور کوئی پیشہ ورانہ قابلیت پر۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان نے نشان دیا :

وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا o (سورۂ طلاق: ۶۵/۳)

اور جو (خوش نصیب) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے اَندازہ۔

یہ سن کر حضرت شقیق بلخی - رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ - نے اِرشاد فرمایا: رحمت خداوندی تیری دست گیری فرمائے۔ میں نے کتبِ سماویہ تو راۃ، زبور، انجیل اور قرآن کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے تو انہیں آٹھ مسائل کو حاصل مطالعہ پایا، جس نے اِن پر عمل کرلیا اس نے چاروں اِلہامی کتابوں پر عمل کرلیا۔(۱)

اے مجرمو! تم آج اَلگ ہوجاؤ

ایک آدمی دریاے فرات میں نہار ہا تھا۔ اس نے سنا کہ کوئی شخص یہ آیت پڑھ رہا ہے :

وَامْتَازُوا الیَومَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ o (سورۂ یٰس: ۳۶/۵۹)

اور اے مجرمو! تم آج (نیکو کاروں سے) الگ ہوجاؤ۔

یہ سنتے ہی وہ تڑپنے لگا اور ڈوب کر مرگیا۔(۲)

---

(۱) ایہاالولد، امام غزالی۔ (۲) مکاشفۃ القلوب۔

ہم اُن سے ضرور پُرسش کریں گے

ایک شخص جسے دینار ’عیار‘ کہا جاتا تھا، اس کی ماں اسے بری حرکتوں سے منع کرتی لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ ایک دن اس کا گزر ایک قبرستان سے ہوا جہاں بہت سی بوسیدہ ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہڈی اُٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں بکھر کر رہ گئی۔

یہ دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا اور خود سے کہنے لگا: تیری ہلاکت ہو! ایک دن تو بھی ان میں شامل ہو جائے گا اور تیری ہڈیاں بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی جب کہ جسم مٹی میں مل جائے گا، اس کے باوجود تو گناہوں میں مشغول ہے؟ اس کے بعد اس نے توبہ کی اور کہنے لگا: اے میرے رب! میں خود کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، مجھ پر رحم کر اور مجھے قبول فرما لے۔

پھر وہ نوجوان زرد چہرے اور شکستہ دل کے ساتھ اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: امی جان! بھاگا ہوا غلام جب پکڑا جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟۔ ماں نے جواب دیا: اسے کھردرا لباس، سوکھی روٹی دی جاتی ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے جاتے ہیں۔

اس نے عرض کی: آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو بھگوڑے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے، شاید میری اس حالت کو دیکھ کر میرا مالک مجھے معاف فرما دے۔ اس کی ماں نے اس کی یہ خواہش پوری کی۔ اب جب رات ہوتی تو یہ روتا اور آہ وزاری شروع کر دیتا اور کہتا: اے دینار! تو ہلاک ہو جائے، کیا تجھے اپنے آپ پر قابو نہیں ہے، تو کس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکے گا؟ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

ایک رات اس کی ماں نے کہا: بیٹا! اپنے آپ پر ترس کھاؤ اور اتنی مشقت مت

اُٹھاؤ۔ اس نے جواب دیا: مجھے اسی حال پر رہنے دیں، تھوڑی سی مشقت کے بعد شاید مجھے طویل آرام نصیب ہوجائے۔ امی جان! میری نافرمانیوں کی ایک طویل فہرست رب تعالیٰ کے سامنے موجود ہے، اور میں نہیں جانتا کہ مجھے مقامِ رحمت میں جانے کا حکم ہوگا یا وادیِ ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں گا؟ مجھے اُس تکلیف کا خوف ہے جس کے بعد کوئی راحت نہیں اور مجھے ایسی سزا کا ڈر ہے جس کے بعد پھر معافی نہیں ملنے والی!۔

ماں نے یہ سن کر کہا: اچھا! تھوڑا سا تو آرام کر لے۔ وہ کہنے لگا: میں کیسے آرام کر سکتا ہوں، کیا آپ میری مغفرت کی ضمانت دیتی ہیں؟ کون میری بخشش کی ضمانت دے گا؟ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں! ایسا نہ ہو کہ کل لوگ جنت کی جانب جا رہے ہوں اور میں جہنم کی طرف گھسیٹا جا رہا ہوں......۔

نوجوان کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی ماں نے یہ آیت تلاوت کی :

فَوَرَبِّکَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ، عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ o (سورۃ حجر: ۹۲، ۹۳)

سو آپ کے رب کی قسم! ہم ان سب سے ضرور پرسش کریں گے، ان اعمال سے متعلق جو وہ کرتے رہے تھے۔

اس آیت کا اس کے کانوں میں پڑنا تھا کہ وہ سانپ کی طرح لوٹنے لگا، بالآخر بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا، اس کی ماں نے اسے پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ وہ کہنے لگی: میری آنکھوں کی ٹھنڈک، اب کہاں ملاقات ہوگی؟۔ نوجوان نے کمزور سی آواز میں جواب دیا: اگر میں عرصہ قیامت میں آپ کو نہ مل سکوں تو داروغہ جہنم سے پوچھ لینا۔ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔(۱)

---

(۱) کتاب التوابین: ۲۵۶۔

ہمیں سیدھی راہ پر چلا

امام ابونعیم نے ’دلائل النبوۃ‘ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب بنوسلمہ کا ایک جوان مسلمان ہوا اور ساتھ ہی عمرو بن جموح کا بیٹا بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوا تو عمرو کی بیوی نے عمرو سے کہا: تم اپنے بیٹے سے ذرا پوچھو نا کہ وہ اس شخص سے کیا روایت کرتا ہے؟۔ جب عمرو نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مجھے اس شخص کا کوئی کلام سناؤ تو اس کے بیٹے نے پڑھنا شروع کیا :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، اَلْحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ، اھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ...

جب وہ یہاں تک پہنچا تو آیتوں کی حلاوت نے اسے مسحور کر دیا اور بے ساختہ پکار اُٹھا: یہ کتنا حسین وجمیل کلام ہے۔ کیا اس کا سارا کلام اسی طرح ہے؟۔

اس کے بیٹے نے کہا: اے ابا! یہ کیا ہے؟، اس سے بھی کہیں زیادہ حسین ہے۔

بغداد کا سعدون مجنون

حضرت یحییٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خراسان کی ایک مشہور قبرستان میں جانا ہوا، وہاں پہنچ کر میں ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے مجھے قبرستان میں داخل ہونے والا ہر شخص صاف دکھائی دیتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اس حال میں قبرستان کے اندر داخل ہوا کہ اس نے اپنا منہ چھپا رکھا ہے، اور وہاں ادھر ادھر پھیرے لگا رہا ہے۔ وہ جس قبر کو ٹوٹی ہوئی یا زمین میں دھنسی ہوئی دیکھتا وہاں کھڑا ہو جاتا اور اسے دیکھ کر رونے لگتا۔

میں اپنی جگہ سے اُٹھا اس خیال سے کہ میں بھی اس سے کچھ نفع حاصل کروں؛ چنانچہ جب میں اس کے قریب پہنچا تو وہ بغداد کے سعدون مجنون تھے، جو عموماً حضرت عبداللہ بن مالک کی قبرستان کے قریب ایک جھونپڑی میں بیٹھا کرتے تھے۔

میں نے ان سے کہا: اے سعدون! تم کیا کر رہے ہو؟۔ کہنے لگے: اے یحییٰ! کیا تمہارے پاس کچھ وقت ہے کہ ہم دونوں بیٹھ کر ان خاک شدہ جسموں کی حالت زار پر روئیں اس سے پہلے کہ ہمارے جسموں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو اور ان پر رونے والا بھی اس وقت کوئی موجود نہ ہو۔

پھر انھوں نے کہا: اے یحییٰ! اللہ کی بارگاہ میں پیشی کے وقت رونے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ جسموں کے خاک ہونے کا منظر یاد کر کے ہم یہاں کچھ دیر گریہ و بکا کر لیں۔ اس کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت کی :

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ٥ (سورۂ تکویر:۸۱/۱۰)

اور جس وقت اعمال نامے کھولے جائیں گے۔

آیت پاک پڑھنے کے بعد ایک زور کی چیخ ماری اور عالم بیخودی میں کہنے لگے: اے یحییٰ! ہائے افسوس، اس وقت کیا ہوگا جس وقت میرے سامنے لایا جائے گا جو کچھ میرے نامہ اعمال میں ہوگا۔ ہائے! میں تو مارا گیا۔

یحییٰ بن ایوب کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں ان کی یہ حالت دیکھ کر مارے دہشت کے بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو وہ میرے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے اور میرا چہرہ اپنی آستین سے صاف کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے یحییٰ! اگر تم اس وقت فوت ہو جاتے تو تم سے زیادہ کوئی باشرف نہ ہوتا!۔(۱)

---

(۱) صفۃ الصفوۃ:۲/۵۱۲۔

بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت

ایک شخص جسے دینار 'عیار' کہا جاتا تھا، اس کی ماں اسے بری حرکتوں سے منع کرتی لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ ایک دن اس کا گزر ایک قبرستان سے ہوا جہاں بہت سی بوسیدہ ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہڈی اُٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں بکھر کر رہ گئی۔

یہ دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا اور خود سے کہنے لگا: تیری ہلاکت ہو! ایک دن تو بھی ان میں شامل ہو جائے گا اور تیری ہڈیاں بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی جب کہ جسم مٹی میں مل جائے گا، اس کے باوجود تو گناہوں میں مشغول ہے؟ اس کے بعد اس نے توبہ کی اور کہنے لگا: اے میرے رب! میں خود کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، مجھ پر رحم کر اور مجھے قبول فرما لے۔

پھر وہ نوجوان زرد چہرے اور شکستہ دل کے ساتھ اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: امی جان! بھاگا ہوا غلام جب پکڑا جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟۔ ماں نے جواب دیا: اسے کھردرا لباس، سوکھی روٹی دی جاتی ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے جاتے ہیں۔

اس نے عرض کی: آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو بھگوڑے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے، شاید میری اس حالت کو دیکھ کر میرا مالک مجھے معاف فرما دے۔ اس کی ماں نے اس کی یہ خواہش پوری کی۔ اب جب رات ہوتی تو یہ روتا اور آہ و زاری شروع کر دیتا اور کہتا: اے دینار! تو ہلاک ہو جائے، کیا تجھے اپنے آپ پر قابو نہیں ہے، تو کس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکے گا؟ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔

ایک رات اس کی ماں نے کہا: بیٹا! اپنے آپ پر ترس کھاؤ اور اتنی مشقت مت

اُٹھاؤ۔ اس نے جواب دیا: مجھے اسی حال پر رہنے دیں، تھوڑی سی مشقت کے بعد شاید مجھے طویل آرام نصیب ہو جائے۔ امی جان! میری نافرمانیوں کی ایک طویل فہرست رب تعالیٰ کے سامنے موجود ہے، اور میں نہیں جانتا کہ مجھے مقامِ رحمت میں جانے کا حکم ہو گا یا وادیِ ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں گا؟ مجھے اُس تکلیف کا خوف ہے جس کے بعد کوئی راحت نہیں اور مجھے ایسی سزا کا ڈر ہے جس کے بعد پھر معافی نہیں ملنے والی!۔

ماں نے یہ سن کر کہا: اچھا! تھوڑا سا تو آرام کر لے۔ وہ کہنے لگا: میں کیسے آرام کر سکتا ہوں، کیا آپ میری مغفرت کی ضمانت دیتی ہیں؟ کون میری بخشش کی ضمانت دے گا؟ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں! ایسا نہ ہو کہ کل لوگ جنت کی جانب جا رہے ہوں اور میں جہنم کی طرف گھسیٹا جا رہا ہوں......۔

نوجوان کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی ماں نے یہ آیت تلاوت کی :

فَوَرَبِّکَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ، عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ‎o‎ (سورۃ حجر: ۹۲، ۹۳)

سو آپ کے رب کی قسم! ہم ان سب سے ضرور پرسش کریں گے، ان اعمال سے متعلق جو وہ کرتے رہے تھے۔

اس آیت کا اس کے کانوں میں پڑنا تھا کہ وہ سانپ کی طرح لوٹنے لگا، بالآخر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، اس کی ماں نے اسے پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ وہ کہنے لگی: میری آنکھوں کی ٹھنڈک، اب کہاں ملاقات ہو گی؟۔ نوجوان نے کمزور سی آواز میں جواب دیا: اگر میں عرصہ قیامت میں آپ کو نہ مل سکوں تو داروغہ جہنم سے پوچھ لینا۔ پھر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ (۱)

---

(۱) کتاب التوابین: ۲۵۶۔

وہی ہے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ماہِ رمضان کے آخری جمعہ حضرتِ منصور بن عمار واعِظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل میں حاضر ہوا۔ آپ نے روزوں کی فضیلت، راتوں کی عبادت اور مخلِصین کے لیے جو اَجر تیار کیا گیا ہے اس کے متعلق بیان فرمایا تو ایسے لگ رہا تھا گویا آپ کے بیان کے اَثر سے ٹھوس پتھروں سے آگ ظاہر ہو رہی ہے۔

لیکن آپ کی محفل میں نہ کسی نے حرکت کی، نہ ہی کسی نے اپنے گناہوں کی شکایت کی۔ جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے محفل کی خاموشی کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا اپنے عیوب سے آگاہ ہو کر کوئی بھی رونے والا نہیں؟۔ کیا یہ مہینہ توبہ و بخشش کا نہیں؟۔ کیا یہ مہینہ عفو و رضا کا سرچشمہ نہیں؟۔ کیا اس میں جنت کے دروازے نہیں کھولے جاتے؟۔ کیا اس میں جہنم کے دروازے بند نہیں کیے جاتے؟۔ کیا اس میں شیاطین کو جکڑا نہیں جاتا؟۔ کیا اس میں انعام و اکرام کی بارش نہیں ہوتی؟۔ کیا اس میں اللہ عزوجل تجلّی نہیں فرماتا؟ کیا اس میں ہر رات افطاری کے وقت دس لاکھ جہنمی جہنم سے آزاد نہیں کیے جاتے؟۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس ثواب سے محروم ہوتے ہو؟۔ اور مخالفت کے لبادے میں تکبر کرتے ہو۔ ارشادِ ربانی ہے :

اَفَسِحْرٌ ھٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ٥ (سورۂ طور:۱۵/۵۲)

تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: سب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرو، تو سب اہلِ مجلس بلند آواز سے گریہ وزاری کرنے لگے اور ایک نوجوان اپنے گناہوں کی وجہ سے روتا ہوا غم کی حالت میں کھڑا ہو گیا اور عرض کی: یا سیدی! بتایئے کہ کیا میرے روزے مقبول ہیں؟، کیا میرا راتوں کا قیام دوسرے قیام کرنے والوں کے ساتھ لکھا جائے گا؟

حالانکہ مجھ سے بہت گناہ سرزد ہوئے، میں نے اپنی عمر نافرمانیوں میں برباد کردی، عذاب کے دن سے غافل رہا۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرو؛ کیونکہ اس نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے :

وَ اِنِّی لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ ۝ (سورۂ طٰہٰ:۲۰/۸۲)

اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی۔

اس کے بعد آپ نے قرآن پڑھنے والے کو یہ آیت مبارکہ پڑھنے کا حکم فرمایا :

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُو عَنِ السَّیِّئَاتِ ۝ (سورۂ شوریٰ:۴۲/۲۵)

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

یہ آیت جیسے ہی اس کے کان میں پڑی، اس نوجوان نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: میری خوش نصیبی ہے کہ اس کا احسان مجھ تک پہنچتا رہا؛ لیکن اس کے باوجود میں نافرمانیوں میں اضافہ کرتا رہا اور گمراہی کے راستے سے نہ لوٹا۔ کیا گزرے ہوئے وقت کی جگہ کوئی اور وقت ہوگا کہ جس میں اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا۔ پھر اس نے دوبارہ چیخ ماری اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔(۱)

قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے

محبوبِ الٰہی حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کے ارشد خلفا میں ایک نام شیخ علاء الدین نیلی علیہما الرحمہ کا آتا ہے۔ بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔ سفرنامہ ابن بطوطہ میں

---

(۱) حکایتیں اور نصیحتیں:۹۶، ۹۷۔

آپ کے تعلق سے ایک بڑا ایمان افروز واقعہ نقل ہوا ہے۔

ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ شیخ علاء الدین نیلی ہر جمعہ کو دہلی میں وعظ کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان کو رنگ تاثیر عطا کیا تھا، سننے والے غش غش کر اُٹھتے، اور کثرت سے سامعین آپ کے ہاتھ پر توبہ ورجوع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ وعظ فرما رہے تھے جس میں میں بھی بنفس نفیس حاضر تھا۔ جب قاری قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کی :

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيىءٌ عَظِيْمٌ ،
يَومَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ
حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُم بِسُكَارَى وَلَكِنَّ
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ o (سورۂ حج:۲۲/۱،۲)

> اے لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (بچی) کو بھول جائے گی جسے وہ دودھ پلا رہی تھی، اور ہر حمل والی عورت اپنا حمل گرا دے گی۔ اور (اے دیکھنے والے!) تو لوگوں کو نشہ (کی حالت) میں دیکھے گا حالانکہ وہ (فی الحقیقت) نشہ میں نہیں ہوں گے؛ لیکن اللہ کا عذاب (ہی اتنا) سخت ہوگا (کہ ہر شخص حواس باختہ ہو جائے گا)۔

شیخ نے اس آیت کریمہ کو دوبارہ پڑھوایا تو ایک فقیر نے مسجد کے ایک گوشے سے چیخ ماری۔ شیخ نے آیت کو تیسری مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا، فقیر نے ایک اور چیخ ماری اور مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔(۱)

---

(۱) سفرنامہ ابن بطوطہ: جلد دوم: ۲۵۔

اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا!

ایک مراقشی نوجوان جو مغربی ماحول میں پلا بڑھا۔ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کے ساتھ اس کا تعلق محض رسمی سا تھا۔ اسلامی تعلیمات کو اس نے کبھی اپنی زندگی کا حصہ نہیں بنایا۔ نماز بھی کبھی کبھار ہی پڑھتا تھا۔ نیکی اور بدی کے چکر میں وہ کم ہی پڑتا تھا۔ پھر یکا یک ایسا ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ ایک بدلا ہوا انسان تھا۔ یہ کیسے ہوا خود اس کی اپنی زبانی سنیے :

میں ایک مرتبہ ۲۷/رمضان المبارک کو اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹیلیویژن پر حرم مکی سے نشر ہونے والی نمازِ تراویح دیکھ رہا تھا۔ حرم پاک کا ماحول اور ائمہ حرمین کی دل نشین تلاوت نے ایک سماں باندھ دیا تھا۔ ہر ہر لفظ دل و دماغ میں اُترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ایک آیت پر تو میں چونک ہی اُٹھا اور میرے دماغ سے غفلت کے سارے بادل چھٹ گئے۔ امام صاحب بھی انتہائی پرسوز انداز میں اس آیت کو بار بار پڑھ رہے تھے۔ شاید انھیں بھی احساس تھا کہ مجھ جیسے کئی گنہ گاروں کی روحیں اس سے گھائل ہو رہی تھیں۔ وہ آیت یہ تھی :

> قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ، اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا، اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ o (سورۂ زمر: ۳۹/۵۳)

> آپ فرما دیجیے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر لی ہے! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔

میں نے محسوس کیا کہ یہ آیت میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اُتر گئی ہے۔ اس لمحے

مجھے احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت انتہائی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ مجھے بھی اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔ جس لمحے میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ میں نے ایسی راحت اور طمانینت محسوس کی کہ دنیا کی کوئی نعمت اس کا متبادل نہیں ہوسکتی۔(۱)

بے کسوں کی کون سنتا ہے؟

ایک آدمی کہیں بیٹھا کنکروں سے کھیل رہا تھا۔ ایک کنکر جانے کیسے اس کے کان میں گھس گیا۔ اس نے بہتیری کوشش کی لیکن وہ کنکر اس کے کان سے نہیں نکلا۔ مدت تک وہ کنکر اس کے کان میں گھسا رہا اور شدید تکلیف کا باعث بنتا رہا۔ ایک روز اس نے کسی قاری کو سنا، وہ یہ آیت تلاوت کرتا تھا :

> أَمَّـن يُّـجِيـبُ الْـمُـضْـطَرَّ إِذَا دَعَـاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ ٥ (سورۂ نمل: ۶۲/۲۷)
>
> بلکہ وہ کون ہے جو بے قرار شخص کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور فرماتا ہے!۔

یہ آیت سن کر اس آدمی پر رقت طاری ہوگئی اور اس نے فوراً خدا کی بارگاہ میں رجوع کیا اور اس انداز سے دعا کی :

> ’اے پروردگار! تو فریاد سننے والا ہے اور میں مجبور و مضطر ہوں۔ یا اللہ! میری تکلیف دور کر دے۔‘

اتنا کہنا تھا کہ کنکر اس کے کان سے نکلا اور باہر آ گرا۔(۲)

---

(۱) المجلة العربية۔

(۲) الفرج بعد الشدة، تنوخی: ۸۹/۱۔

کون سی چیز عذاب دفع کرنے میں کام آئے گی!

حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ کا نوجوان و پاکباز بیٹا عبد الملک بھی شب خیزی، اشک ریزی، رقت قلبی، تقویٰ و پاکیزگی اور خشیت الٰہی میں باپ کے نقش قدم پر گامزن تھا۔ تھا تو یہ جوان تاہم عقل و دانش اور فہم و فراست میں بوڑھوں کو بھی مات کرتا تھا۔

عبد الملک کا چچازاد بھائی عاصم بیان کرتا ہے کہ میں ایک دفعہ دمشق گیا اور وہاں اپنے چچیرے بھائی عبد الملک کے پاس ٹھہرا۔ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے عشا کی نماز پڑھی اور سونے کے لیے دونوں اپنے اپنے بستر پر دراز ہو گئے۔

عبد الملک نے چراغ گل کر دیا۔ ہم دونوں نے اپنی آنکھیں نیند کے حوالے کیں۔ جب آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ عبد الملک اندھیرے میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کر رہا ہے:

اَ فَرَاَیۡتَ اِنۡ مَّتَّعۡنٰهُمۡ سِنِیۡنَ . ثُمَّ جَآءَ هُمۡ مَا كَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ . مَا اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یُمَتَّعُوۡنَ ٥ (سورۂ شعراء:۲۶/۲۰۵-۲۰۷)

بھلا بتائیے اگر ہم انہیں برسوں فائدہ پہنچاتے رہیں، پھر ان کے پاس وہ (عذاب) آ پہنچے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ (تو) وہ چیزیں (ان سے عذاب کو دفع کرنے میں) کیا کام آئیں گی جن سے وہ فائدہ اٹھاتے رہے تھے۔

میں نے دیکھا کہ وہ دل کو ہلا دینے والی گڑگڑاہٹ اور آہ و زاری کے ساتھ بار بار اس آیت کی تلاوت و تکرار کر رہا ہے اور زار و قطار روئے جا رہا ہے۔ جب میں نے محسوس کیا کہ یہ آہ و زاری اس کا کام تمام کر دے گی، تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے قدرے اونچی آواز سے لا الٰہ الا اللہ والحمد للہ کہا۔

میں نے یہ جملہ اس انداز میں کہا جیسے کوئی نیند سے بیدار ہوتے وقت کہتا ہے۔ میری نیت یہ تھی کہ وہ میری آواز سن کر رونا بند کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب اس نے میری آواز سنی، وہ خاموش ہو گیا، اور ایسی چپ سادھ لی جیسے وہ کمرے میں موجود ہی نہیں۔

جسے اللہ رکھے......!!!

دنیائے تفسیر کے عظیم امام، علامہ قرطبی فرماتے ہیں: میں اندلس میں قرطبہ کے علاقہ میں تھا کہ دشمن نے دیکھ لیا، وہ تعداد میں کافی تھے اور میں اکیلا۔ میں کسی طرح ان سے بھاگ نکلا۔ چھپتا چھپاتا ایک طرف نکل گیا۔ ادھر دشمن بھی میری تلاش میں تھا۔ میں ایک چٹیل میدان میں تھا کہ اچانک دو گھڑ سوار مجھے تلاش کرتے ہوئے آ گئے۔ چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔

مجھے تو اور کچھ نہ سوجھی، میں ذرا نشیبی زمین پر بیٹھ گیا اور 'سورۂ یٰس' اور دوسری سورتیں پڑھنا شروع کیں۔ اچانک وہ دونوں میرے پاس سے باتیں کرتے ہوئے گزر گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ ان کا گزر میرے سامنے سے ہوا، میں اسی جگہ بیٹھا رہا۔ میرے کانوں میں ان کی گفتگو کی آواز آ رہی تھی، ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا :

> 'لگتا ہے کہ وہ آدمی کوئی شیطان ہے۔ ورنہ ہمارے سامنے اس میدان میں تھا، اب نظر نہیں آ رہا!'۔

دراصل اللہ تعالیٰ نے ان کو وقتی طور پر اندھا کر دیا تھا۔ وہ میرے سامنے سے گزرے اور واپس بھی آئے۔ چٹیل میدان تھا، کوئی آڑ نہ تھی۔ بس رب تعالیٰ نے بچانا تھا اور اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بچا لیا۔ سچ ہے: جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے!.

اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی قرآن کی تلاوت کا شوق، قرآنی تعلیمات پر عمل کا جذبہ، فرقانی آیات پر غور و فکر کرنے کا ملکہ، اور صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت و شریعت سے اَٹوٹ وابستگی عطا فرمائے۔ اور دارین کی سعادتیں ہمارا مقدر کر دے۔

-و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین-

(ا) تفسیر قرطبی، سورۂ یٰس، آیت:۹۔

{مصنف کی دیگر کتب کی تفصیلات}

تصنیف و ترتیب

☆ چند لمحے اُم المومنین کی آغوش میں (م)

☆ بزم گاہِ آرزو (م)

☆ برکاتُ الترتیل Online (م)

☆ مرنے کے بعد کیا بیتی؟ Online (م)

☆ بولوں سے حکمت پھوٹے (م)

☆ اُن کے بول بہاروں جیسے (غ)

☆ طوافِ خانہ کعبہ کے دوران (غ)

☆ کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی (غ)

☆ بچوں کے لیے چالیس حدیثیں Online (م)

☆ کاش! نوجوانوں کو معلوم ہوتا!! Online (م)

☆ 'وقت' ہزار نعمت Online (م)

☆ اربعین مالک بن دینار Online (م)

☆ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پر الزام خودکشی۔ کیا غلط کیا صحیح! Online (م)

☆ جلوۂ صد رنگ (مجموعہ تقاریظ نعمانی) (غ)

☆ بولتا قلم (مجموعہ مقالات و مضامین محمد افروز قادری چریاکوٹی) (غ)

☆ نوجوانوں کی حکایات کا انسائیکلوپیڈیا (دو جلدیں) (غ)

☆ کلامِ الٰہی کی اَثر آفرینی (م)

☆ قاموس المعاصرین (غ)

☆ تذکرۂ علمائے چریاکوٹ (غ)

☆ رسائلِ علمائے چریاکوٹ (چار جلدیں) (غ)

تحقیق و ترجمہ

- ☆ تسہیل وتحقیق انوارِ ساطعہ، ازمولانا عبدالسمیع سہارنپوری Online (م)
- ☆ تسہیل وتحقیق تحفہ رفاعیہ، ازسید نورالدین سیف اللہ رفاعی Online (م)
- ☆ تسہیل وتحقیق اِثبات الشفاعۃ، ازمولانا احمد مکرم عباسی چریاکوٹی (غ)
- ☆ تسہیل وتقدیم دولت بے زوال، ازمولانا عبدالفتاح گلشن آبادی Online (م)
- ☆ تسہیل وتحقیق تزکِ مرتضوی، ازمولانا حسن رضا خاں بریلوی Online (م)
- ☆ جمع وترتیب: کلیاتِ حسن، ازمولانا حسن رضا خاں بریلوی Online (م)
- ☆ جمع وترتیب: رسائلِ حسن، ازمولانا حسن رضا خاں بریلوی Online (م)
- ☆ **بستان العارفین لفقیہ ابو اللیث السمرقندی (م۳۷۵ھ)**
  - + بستان العارفین (اردو) (غ)
- ☆ **نصیحة الشیخ عبد الرحمٰن السلمي (م۴۱۲ھ)**
  - + نصیحت پارے (م)
- ☆ **لفتة الكبد في نصيحة الولد لابن الجوزي (م۵۹۷ھ)**
  - + امام ابن جوزی کی نصیحت اپنے لختِ جگر کے لیے Online (م)
- ☆ **الزهر الفائح في ذكر من ...... لابن الجزري (م۸۳۳ھ)**
  - + وہ لوگ اور تھے! جن کا اِحرامِ ہستی گناہوں سے آلودہ نہ ہوا (غ)
- ☆ **بشرى الكئيب بلقاء الحبيب للإمام السيوطي (م۹۱۱ھ)**
  - + آزردہ خاطروں کے لیے سوغات ـــــ موت کیا ہے؟ Online (م)
- ☆ **الأرج بعد الفرج للإمام السيوطي (م۹۱۱ھ)**
  - + اور مشکل آسان ہوگئی Online (غ)
- ☆ **المراح في المزاح للإمام رضي الدين الغزي (م۹۸۴ھ)**
  - + مذاق کا اِسلامی تصور (غ)

☆ **مناقب الأقطاب الأربعة للشیخ یونس السامرائي (م١٩٩٠ء)**

+ چار بڑے اَقطاب (م)

☆ **یا رسول اللّٰہ! لماذا أحبک وأصلي علیک؟ للباحبیشي**

+ یارسول اللّٰہ! ہم آپ سے محبت اور آپ پر درود کیوں؟ (غ)

☆ **کیفیة الوصول لرؤیا سیدنا الرسول ﷺ للعلامة حسن شداد عمر**

+ آئیں دیدارِ مصطفیٰ کریں (غ)

☆ **الجنة عن الجھل بالسنة للشیخ فخرالدین عبده البرھانی**

+ ترجمانِ اہلِ سنت (آیئے سنت کا دفاع کریں) (م)

☆ **لماذا لم یعبد رسول اللّٰہ ! للشیخ محمد عبده الیماني**

+ رسول اللّٰہ کی پرستش کیوں نہیں؟ (غ)

☆ **فتویٰ الأزھر الشریف بتحریم ھدم الأضرحة والقبور**

+ جامعہ الازہر کا ایک تاریخی فتویٰ (م)

عربی تصانیف

☆ **ما فعل اللّٰہ بک ؟** (غ)

☆ **حکایات الشبّان** Online (غ)

☆ **حول کعبة اللّٰہ المشرفة** (غ)

☆ **الأربعین الملکوتیة** (غ)

☆ **الأربعین السکوتیة** (غ)

انگلش تصانیف

The Hidden Enemy Shi'a **Online (م)**

Wonderful Counsels (غ)

Practices of Ahlus Sunna wal Jama'a (غ)

Historical Importance of the 11th Date Online

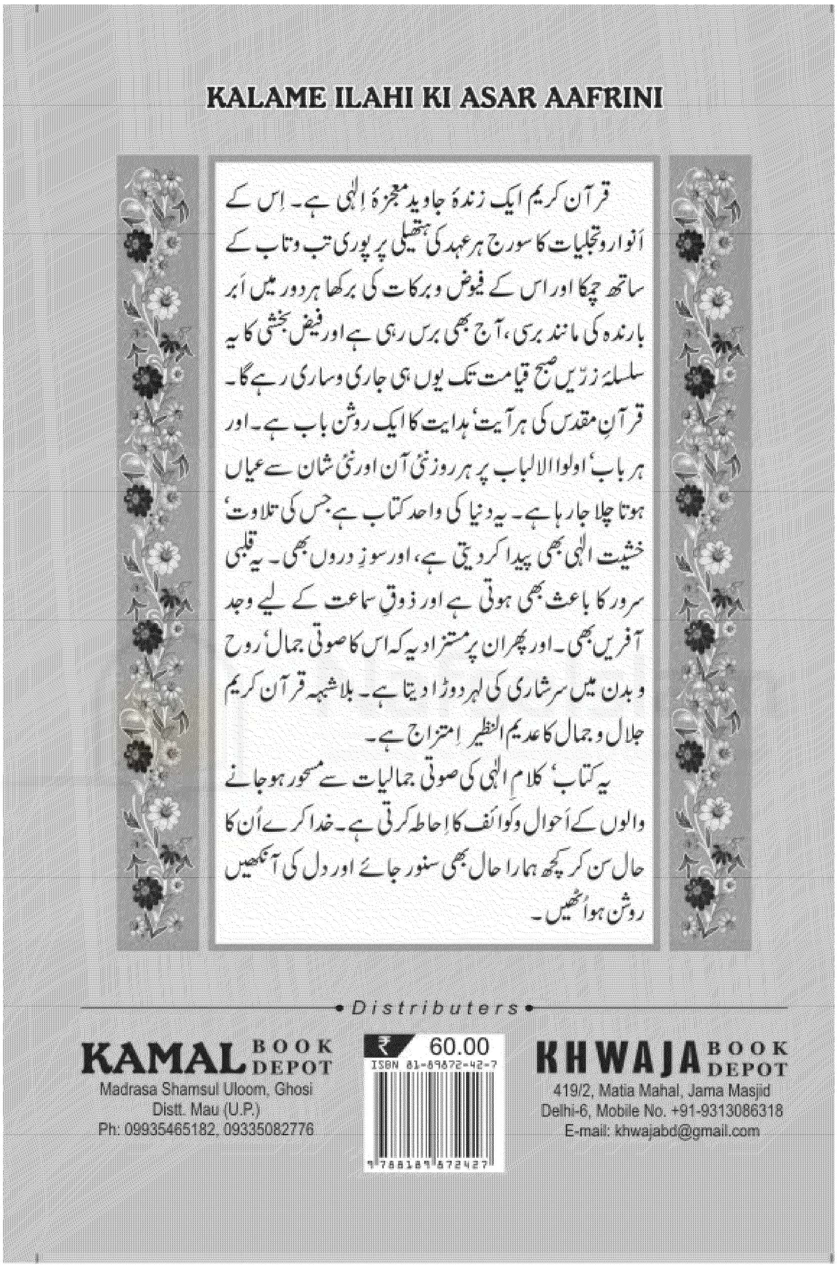

KALAME ILAHI KI ASAR AAFRINI

قرآن کریم ایک زندۂ جاوید معجزۂ الٰہی ہے۔ اِس کے اَنوار وتجلیات کا سورج ہر عہد کی ہتھیلی پر پوری تب وتاب کے ساتھ چمکا اور اس کے فیوض وبرکات کی برکھا ہر دور میں اَبر بارندہ کی مانند برسی، آج بھی برس رہی ہے اور فیض بخشی کا یہ سلسلۂ زرّیں صبح قیامت تک یوں ہی جاری وساری رہے گا۔ قرآنِ مقدس کی ہر آیت' ہدایت کا ایک روشن باب ہے۔ اور ہر باب' اولوا الالباب پر ہر روز نئی آن اور نئی شان سے عیاں ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جس کی تلاوت' خشیت الٰہی بھی پیدا کر دیتی ہے، اور سوزِ دروں بھی۔ یہ قلبی سرور کا باعث بھی ہوتی ہے اور ذوقِ سماعت کے لیے وجد آفریں بھی۔ اور پھر ان پر مستزاد یہ کہ اس کا صوتی جمال' روح و بدن میں سرشاری کی لہر دوڑا دیتا ہے۔ بلاشبہہ قرآن کریم جلال وجمال کا عدیم النظیر اِمتزاج ہے۔

یہ کتاب' کلامِ الٰہی کی صوتی جمالیات سے مسحور ہو جانے والوں کے اَحوال وکوائف کا اِحاطہ کرتی ہے۔ خدا کرے اُن کا حال سن کر کچھ ہمارا حال بھی سنور جائے اور دل کی آنکھیں روشن ہو اُٹھیں۔

• Distributers •

KAMAL BOOK DEPOT
Madrasa Shamsul Uloom, Ghosi
Distt. Mau (U.P.)
Ph: 09935465182, 09335082776

₹ 60.00
ISBN 81-89872-42-7
9 788189 872427

KHWAJA BOOK DEPOT
419/2, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-6, Mobile No. +91-9313086318
E-mail: khwajabd@gmail.com